294

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) آڈٹ رپورٹس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

مدبندی حسابات، مدبندی حسابات (جنگلات) فنانشل سٹیٹمنٹس، سپیشل آڈٹ رپورٹ، سٹڈی رپورٹس اور پراجیکٹ آڈٹ رپورٹس کے موضوع پر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹس

1۔ ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ، حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال10-2009

ایک وزیر روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ، حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال10-2009 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ حکومت پنجاب (محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال12-2011

ایک وزیر حکومت پنجاب (محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال 12-2011 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

295

4۔ حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال13-2012

ایک وزیر حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال 13-2012 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

5۔ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012

ایک وزیر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

6۔ پبلک سیکٹرانٹر پرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012 (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن)

ایک وزیر پبلک سیکٹرانٹر پرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012 (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن)ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(بی) دیگر رپورٹس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

1۔ پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011

ایک وزیر پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011

ایک وزیر محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

نوٹ: مندرجہ بالا رپورٹس کی نقول پہلے ہی ایوان میں پیش کی جاچکی ہیں۔

(سی) عام بحث

"امن وعامہ پر عام بحث"

296

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

بدھ،4۔دسمبر2013

(یوم الاربعاء،29۔محرم الحرام1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر40منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾
وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ
أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ﴿٧﴾ وَمَا أَدْرَاكَ
مَا سِجِّينٌ ﴿٨﴾ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٠﴾
الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ
أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا
بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن
رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ
يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾

سُوۡرَۃُ المطفّفِین آیات1 تا17

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے(1) جولوگوں سے ناپ کرلیں توپورا لیں(2)اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں توکم دیں(3) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے (4)(یعنی)ایک بڑے (سخت)دن میں(5) جس دن (تمام)لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے (6) سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں (7)اور تم کیا جانتے ہو کہ سجّین کیا چیز ہے(8)ایک دفتر ہے لکھا ہوا(9)اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے(10)(یعنی) جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں(11)اور اس کو جھٹلاتا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گنہگار ہے(12)جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں(13)دیکھو یہ جو (اعمال بد)کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے (14) بے شک یہ لوگ اس روز اپنے

پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے (15) پھر دوزخ میں جا داخل ہوں گے (16) پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے (17)

وماعلینا الاالبلاغ O

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

الھم صلی علیٰ سیدنا و مولانا محمد
وعلیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا
دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی
ایک شیریں جھلک ایک نوری ڈھلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبی
کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے،تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تمھیں ہم سے ناکردا کار امتی یا نبی
زیست کے تپتے صحرا پہ شاہ عرب،تیرا اکرام کا ابر برسے گا کب
کب ہری ہوگی شاخ تمنا مری،کب مٹے گی مری تشنگی یا نبی

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات مال و کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 17 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں زرعی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*17: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی انکم ٹیکس سے کیا مراد ہے؟

(ب) زرعی انکم ٹیکس کتنی اراضی کے مالکان اور کس کس فصل کی کاشت پر لگایا جاتا ہے؟

(ج) اگر زرعی انکم ٹیکس لگایا جا رہا ہے تو صوبہ میں مالی سال 13-2012 کے دوران حاصل ہونے والے زرعی ٹیکس کی کل رقم کتنی ہے؟

(د) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے بعد حکومت پنجاب کن کن مدات میں یہ رقم خرچ کرتی ہے، اس کے خرچ کرنے کے طریق کار سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) زرعی انکم ٹیکس سے مراد وہ ٹیکس ہے جو کسی زرعی سال کے دوران کسی مالک کی کاشتہ اراضی کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ یہ کاشتہ اراضی پر محصول ہے جس میں پختہ پھلدار باغات کے تحت اراضی بھی شامل ہے جس میں سال محصول کے دوران پھل لگے ہوں لیکن اس میں ایسی اراضی شامل نہیں ہے جس میں جنگلات یا کوئی نرسری لگائی گئی ہو۔

(نوٹ): زرعی انکم ٹیکس کی وصولی دو طریقوں سے ہوتی ہے۔

(i) لینڈ بیس ٹیکس

(ii) زرعی انکم ٹیکس، جس کی تفصیل جھنڈی(الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زرعی انکم ٹیکس کے اطلاق کے لئے مالک اراضی کے پاس ساڑھے بارہ ایکڑ کاشتہ رقبہ کا ہونا لازمی ہے اور یہ ٹیکس سال میں صرف ایک دفعہ لگایا جاتا ہے۔اس ٹیکس کا اطلاق فصل کے حساب سے نہیں بلکہ زمین کے حساب سے ہوتا ہے۔ بارانی علاقہ کا دو ایکڑ کاشتہ رقبہ آبپاش علاقہ کے ایک ایکڑ کے برابر ہے۔

(ج) جولائی2012 سے مئی2013 تک زرعی انکم ٹیکس کے ضمن میں 758 ملین روپے وصول کئے گئے۔

(د) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے بعد اس کو BO 1173 ہیڈ میں جمع کروایا جاتا ہے۔ بعد ازاں حکومت پنجاب اس کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرتی ہے۔ تاہم اس بارے میں مزید وضاحت کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں جز(ج) کے اندر بتایا گیا ہے کہ سال 2012-13 کا جو زرعی انکم ٹیکس ہے وہ 758 ملین روپے ہے۔2007-08 میں یہ تقریباً چار سو ملین روپے تھا اور اس وقت یہ تجویز کیا جا رہا تھا کہ 2011-12 میں یہ تقریباً ایک ہزار ملین روپے تک cross کرے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک زرعی انکم ٹیکس کے ضمن میں 758 ملین روپے اکٹھے کئے گئے ہیں لیکن جو propose کیا گیا تھا اس سے نہ بڑھنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا اس میں سٹاف کی سُستی ہے یا tax collection کرنے کی جو reasons ہیں جس بنیاد پر یہ ٹیکس اکٹھا کرتے ہیں اس کی بنیاد پر اتنا ٹیکس ہی بنتا تھا؟

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب منسٹر صاحب سے بھی لیتے ہیں لیکن آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ کاشتکار کی اولاد بھی ہوتی ہے، اس کو آگے تقسیم بھی ہونا ہوتا ہے تو اس لحاظ سے کمی بھی ہو سکتی ہے۔ جی، وزیر موصوف آپ ان کو جواب دیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! شکریہ۔اس کا nut shell تو آپ نے بتا دیا ہے۔ میرے پاس بھی یہی کہنے کو تھا کیونکہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے اوپر کاشتہ رقبہ پر ٹیکس ہے۔ اس کا

اطلاق زمین کے حساب سے ہوتا ہے۔Gradually یہ ٹیکس بڑھ رہا ہے اگر2012-13 میں یہ تقریباً 758 ملین روپے ہے تو اس وقت اس کی figure مزید بڑھ چکی ہے اور یہ اپنے ٹارگٹ کی طرف آ رہا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ جو 758 ملین روپے ہیں ان کو حکومت پنجاب کے BO 1173 ہیڈ میں جمع کروایا جاتا ہے اور حکومت اس کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرتی ہے۔ پچھلی دفعہ جواب میں یہ کہا گیا تھا کہ جتنے پیسے بھی اکٹھے ہوں گے یہ صرف کسانوں کی welfare کے لئے خرچ کئے جائیں گے تو کیا اس کا کوئی پلان ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی کو پتا ہے کہ یہ جو ہم نے BO 1173 ہیڈ بتایا ہے یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ ہے اور ہر ہیڈ میں ان کو بتا دیا جاتا ہے، جو گورنمنٹ کی پالیسی ہوتی ہے کہ کس ہیڈ سے، کس جگہ پیسے خرچ کرنے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ BO 1173 کے ذریعے ہی کسان کی فلاح کے لئے خرچ ہو اور بھی دوسرے ہیڈز ہیں جن میں کسانوں کی فلاح کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ زرعی انکم ٹیکس سے کیا مراد ہے؟ جواب یہ دیا گیا ہے کہ "زرعی انکم ٹیکس سے مراد وہ ٹیکس ہے جو کسی زرعی سال کے دوران کسی مالک کی کاشتہ اراضی کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ یہ کاشتہ اراضی پر محصول ہے جس میں پختہ پھلدار باغات کے تحت اراضی بھی شامل ہے جس میں سال محصول کے دوران پھل لگے ہوں لیکن اس میں ایسی اراضی شامل نہیں ہے جس میں جنگلات یا کوئی نرسری لگائی گئی ہو۔" This is the reply given by the department. اب جو زرعی انکم ٹیکس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں تجویز نہیں مانگی گئی۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں تجویز نہیں دے رہا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس حوالے سے Constitution میں 3 articles ہیں ایک 4 Article 70, sub article ہے جو صوبوں کو یہ اختیار دیتا ہے کہ آپ زرعی ٹیکس لگا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انکم ٹیکس آرڈیننس کا Section

41, sub-section (c) جو ہے وہ define کرتا ہے کہ agricultural income کیا ہو گی؟ اب جواب جو دیا گیا ہے یہ جواب Article 74 کے clause کو اور نہ ہی Article 256 کے clause کو meet کرتا ہے اور نہ انکم ٹیکس آرڈیننس کے Section 41(c) کو meet کرتا ہے۔ یہ burning question ہے، اگر یہ جواب نہ آتا تو ہم اتنی لمبی بات نہ کرتے۔ اب یہ کیسے determine ہو گا کہ یہ کون سی زرعی انکم پر ٹیکس ہے؟ یہ محصولات پر ٹیکس ہے، میری آمدن پر ٹیکس ہے، جو میں زمین پر خرچ کرتا ہوں، اس زمین کو اپنے پاس قائم رکھنے کے لئے جو میرا expenditure ہے، اس پر ٹیکس ہے یا net income پر ٹیکس ہے؟ اب وزیر موصوف مہربانی کر کے یہ definition اس ایوان کو apprise کریں کہ زرعی انکم ٹیکس کا تعین کس بنیاد پر ہوتا ہے؟ کیا اس federal statute کے تحت یا اس Agricultural Income Tax Ordinance 2001 کے تحت جو پنجاب نے تفویض کیا تو پھر اگلی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! یہ میرے بھائی پوچھنا چاہ رہے ہیں ان کو میرے سے زیادہ پتا ہے کہ یہ دو طرح کا ٹیکس ہے۔ ایک land based اور ایک income based ہے تو اس وقت جو ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی ہے ہم جو ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ کا جو land lord ہے اس پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔ اس طرح ہم نے ٹیکس کو define کیا ہے۔ یہاں پر table بھی دیا گیا ہے کہ کس طرح اس کو define کیا گیا ہے۔ 80 ہزار تک کا جو اس سے ہم ٹیکس لیتے ہی نہیں ہیں۔ اس کے بعد slab بنی ہوئی ہے کہ ایک لاکھ روپے پر 5 فیصد ہے، 2 لاکھ روپے پر کتنے فیصد ہیں اور اس میں یہ بھی میں on record بتاتا ہوں کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ ریفارمز جو ہیں وہ کچھ عرصہ پہلے ہوئی ہیں جس میں گورنمنٹ اور جو ریونیو بورڈ ہے وہ ویسے بھی جو کسان سے ٹیکس لیتا ہے وہ اس کو sympathetically consider کرتا ہے ابھی ہم اس کو اتنا forcefully apply نہیں کر رہے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ اور فارمر جو بھی ان کا آپس میں consensus ہوتا ہے اس کو ہم consider کر لیتے ہیں مگر جو near future میں اس پر plan ہے کہ ہم اس کو مزید strictly وصول کریں گے ابھی ہمیں جس طرح بھی ملتا ہے جس طرح ابھی پہلے سوال کیا گیا کہ یہ جو figure ہے یہ 758 ملین روپے ہے اور جو given target ہے یہ زیادہ ہے اس کو کیوں نہیں meet کیا گیا اس کا بھی جواب یہی تھا اور یہ جو سوال ابھی میرے بھائی نے پوچھا ہے اس کا بھی یہی جواب ہے کہ اس کو ہم gradually بڑھا رہے ہیں اس میں strictness بھی آ جائے

گی اور اس کی وصولی کو بھی ٹھیک کریں گے مگر ابھی جو ہماری پالیسی ہے وہ ان کو sympathetically consider کرنے کی ہی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری request یہ ہو گی۔

Let me be on the more clarification mode. Agricultural land based tax is not my income tax.

انکم ٹیکس وہ ہے جو میری آمدن پر لگتا ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ جو سوال میاں نصیر احمد نے کیا تھا That was a very specific question. میں وہ پھر پڑھ دیتا ہوں تاکہ کوئی ambiguity نہ رہ جائے اور جس وجہ سے ہم یہ بات کرنا چاہ رہے ہیں because this is a very burning question. میں ٹیکس دے بھی رہا ہوں لیکن میں as an agriculturist ٹیکس دینے کے بعد tax payer privileges نہیں لے رہا۔ ٹیکس میں اسی ratio پر دے رہا ہوں جب میں ٹیکس دوں گا اور اس انکم پر ٹیکس دوں گا تو کم از کم جو tax collection کا modus operandi ہے at least وہ تو واضح ہو۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس اختیار ہے۔ میری بات سُنیں۔ تحریک التوائے کار لے کر آئیں اس کے مطابق پھر آپ کی بات کو میں سنوں گا جو قاعدہ قانون ہے اس سے باہر میں جا سکتا ہوں نہ آپ جا سکتے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری التجاء یہ ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی ساری بات سمجھ آ رہی ہے۔۔۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن جس subject matter پر legislation ہو سکتی ہے اس پر تحریک التوائے کار نہیں آ سکتی۔ میرے خیال میں یہی ایک forum ہے جہاں اس پر بات ہو سکتی ہے اور آپ اس پر اپنی Ruling بھی دے سکتے ہیں۔ This is very simple a.b,c. زرعی انکم ٹیکس سے کیا مراد ہے؟ land based tax کو اس کے ساتھ amalgamate نہیں کیا جا سکتا، میں بطور کاشتکار اگر ٹیکس دے رہا ہوں تو میرے privileges بھی پہلے define کریں۔ At source deduction کیا ہے، میں ٹیکس کس کو جا کر دوں، پٹواری، تحصیلدار، اسسٹنٹ کمشنر، ڈسٹرکٹ لینڈ کلکٹر یا انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ؟ This is my question. اسی سوال کا جو جز (الف) ہے اس پر اگر میں تحریک التوائے کار دوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ جو غلط سمجھتے ہیں، اس کے خلاف آپ کے پاس اختیار ہے وہ استعمال کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ This is the forum کیا تحریک التوائے کار پر کوئی لاء یا ایکٹ پاس ہو سکتا ہے؟ آپ تو Rule 85(e) کے تحت میری تحریک التوائے کار کو اُڑا دیں گے کہ آپ کی تحریک acceptable ہی نہیں ہے۔ I will be out of the House my Lord. اس لئے وزیر موصوف کی طرف سے اس کا جواب دینا بنتا ہے کہ یہ ٹیکس لیا کیسے جا رہا ہے؟ اس کے vires غلط ہیں آپ کی اسمبلی میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں۔ Agricultural tax is the burning question. اور اس کے figures بھی میں آپ کو دیتا ہوں جو کہ وزیر موصوف نے ہی دیئے ہیں۔ یہ اپنے محکمہ سے بھی پوچھ لیں کیونکہ یہ بڑے ہوش رُبا figures ہیں۔ پنجاب میں 90.73 فیصد کاشتکار وہ ہیں جو پانچ ایکڑ سے کم ہیں 7.40 فیصد کاشتکار وہ ہیں جن کے پاس پانچ یا ساڑھے بارہ ایکڑ تک کا رقبہ ہے، 1.20 فیصد کاشتکار وہ ہیں جن کے پاس 12.5 سے 25 ایکڑ تک کا رقبہ ہے اور صرف 0.28 فیصد کاشتکار وہ ہیں جو 50 ایکڑ رقبے کے مالک ہیں، پتا نہیں وہ انکم ٹیکس کی category میں define ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ وزیر موصوف نے اس معزز ایوان میں بتایا ہے کہ 0.28 فیصد لوگوں سے ٹیکس لیا جا رہا ہے جو کہ 758 ملین روپے ہے، یہ کسی بھی ٹیکس سے بڑا ٹیکس ہے جو اس وقت imposed ہے۔ آپ اس کی تعداد دیکھیں اور revenue receipts دیکھیں اور کاشتکاروں کے privileges بھی دیکھیں۔

جناب سپیکر: آپ کو منگل کے روز کا اختیار ہے، اس روز آپ اپنا اختیار استعمال کریں۔ شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ No supplementary question on it. کل آپ لیکچر بھی سن کر آئی ہیں پھر بھی آپ سوال کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! صرف ایک ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! بڑا relevant point of order ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ یہ بات decided ہے کہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: اگر ان کو بات کرنے کی اجازت دے رہے ہیں تو پھر مجھے بھی موقع فراہم کیا جائے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! انتہائی اہم بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔ محترمہ! آپ ایسے نہ کیا کریں، آپ مجھے ایڈریس کریں، کسی معزز ممبر کی طرف اشارہ کر کے بات نہیں کر سکتیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: میں آپ کو درخواست کروں گی کہ خواتین کو neglect نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ اگلا سوال بھی، میاں نصیر احمد صاحب! آپ ہی کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 22 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کی تفصیلات

*22: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا ضلع لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے؟

(ب) اب تک کتنے موضع جات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے اور کتنے موضع جات بقایا ہیں؟

(ج) ضلع لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا تخمینہ کتنا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا، اس کی حتمی تاریخ بتائی جائے؟

(د) لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے میں کیا مشکلات ہیں اور کون سا مافیا اس سلسلے میں مشکلات پیدا کر رہا ہے؟

(ہ) کیا لینڈ ریونیو ریکارڈ جلد از جلد کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کسی کمپنی کی خدمات لی گئی ہیں؟

(و) کیا لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے عوامی نمائندوں پر مشتمل کمیٹی بنائی جا سکتی ہے جو اس معاملے کو ہینڈل کرتے ہوئے جلد از جلد کمپیوٹرائزیشن کے مرحلے کو مکمل کرانے میں معاون ثابت ہو؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) جی ہاں! حکومت پنجاب لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے منصوبے پر کام کر رہی ہے۔

(ب) ضلع لاہور کی پانچوں تحصیلوں میں سروس سنٹرز کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے اور عوام وہاں سے کمپیوٹرائزڈ فرد ملکیت حاصل کر رہے ہیں۔ اب تک 104 موضع جات میں کمپیوٹرائزڈ خدمات کا آغاز کر دیا گیا ہے جبکہ 110 موضع جات بندوبست اور اشتمال کے مرحلے میں ہیں جن کا ریکارڈ اب تک دستیاب نہ کیا گیا ہے۔ 37 محال کے موضع جات کی جمع بندیاں محکمہ مال ضلع لاہور تیار کر رہا ہے جن کی کمپیوٹرائزیشن جمع بندیوں کی تکمیل کے بعد ہو گی جبکہ باقی کے 111 موضع جات کی ڈیٹا انٹری ہو رہی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے 19 کروڑ 51 لاکھ 38 ہزار 628 روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ضلع لاہور کے دستیاب ریکارڈ کو Dec 2014 تک کمپیوٹرائزڈ کر لیا جائے گا۔

(د) لینڈ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے میں متعدد مشکلات درپیش ہیں جس میں چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں:

1. تحصیلوں میں ریکارڈ کی عدم دستیابی
2. پرانے ریکارڈ کی خستہ اور مخدوش حالت اور پڑھنے میں دشواری
3. پٹواری اور تحصیل کے ریکارڈ میں فرق
4. ضلع کے تخمینہ شدہ مالکان اور اصلی مالکان کی تعداد میں بے پناہ اضافہ
5. ریکارڈ کی تصدیق میں تاخیر: جس کی وجہ سے ریکارڈ کی تصحیح میں بھی تاخیر ہو جاتی ہے یہ سب سے بڑی تاخیر کی وجہ ہے۔
6. کمپیوٹر میں اندراج کے لئے غیر تصحیح شدہ ریکارڈ کی فراہمی
7. مالکان کے حصص کا عدم اندراج

8. اصل رقبے سے زائد کی منتقلی
9. پیچیدہ درستی کا عمل: جس میں تصحیح کے لئے متعدد پارٹیوں کو طلب کرنا پڑتا ہے اور ان کو سن کر تصحیح کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔

(ہ) لینڈ ریونیو ریکارڈ جلد از جلد کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے متعدد عالمی شہرت کی حامل کمپنیوں کی خدمات لی گئی ہیں جس کا انتخاب شفاف طریقے سے مقابلے کے بعد کیا گیا ہے جن کے نام یہ ہیں:

1. Accountancy Outsourcing Services (Pvt) Ltd
2. Systems Limited
3. National Institutional Facilitation Technologies (Pvt) Ltd
4. National College of Business and Management Sciences
5. MYASCO-360 Technologies-JV

(و) وزیر اعلیٰ پنجاب لینڈ ریونیو ریکارڈ منصوبے کے انتظامی، تکنیکی اور پیشہ وارانہ معاملات کی دیکھ بھال کے لئے تین کمیٹیاں تشکیل دے چکے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

Project Steering Committee
Project Implementation Sub-Committee
Project Technical Sub-Committee

ان کمیٹیوں کی سر براہی کی ذمہ داری بالترتیب چیف سیکرٹری صاحب، سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو اور چیئرمین پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے سپرد کی گئی ہے۔مزید برآں وزیر اعلیٰ پنجاب منصوبے کی کارکردگی کے لئے میٹنگز کرتے ہیں جس میں متعدد وزراء اور عوامی نمائندگان بھی شرکت کرتے ہیں اور انہیں مستقل بنیادوں پر منصوبہ کی کارکردگی سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب والا! جز (ب) میں سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ اب تک کتنے موضع جات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے اور کتنے موضع جات بقایا ہیں؟ میرے سوال کے اندر جو کمپیوٹرائزیشن کا ٹائم تھا وہ کسی زمانے میں 2008 تھا اس کے بعد extend ہو کر 2010 ہو گیا۔اس کے بعد اب دسمبر 2014 تک کی توسیع کی گئی ہے، چلیں اس میں توسیع کر دی گئی کوئی مسئلہ نہیں ۔ ضلع لاہور کے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے 25 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا، اس کے لئے 19 کروڑ روپیہ بھی مختص کر دیا

گیا،اس پر بھی مجھے کوئی مسئلہ نہیں لیکن فروری2009 میں مجھے جواب جو دیا گیا تھااس میں یہ کہا گیا تھاکہ لاہور کے115 موضع جات میں سے109 موضع جات کو کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے۔آج2013میں مجھے جو جواب دیا گیا ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ 104 موضع جات کو کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب چھ موضع جات کم کر دیئے گئے ہیں کیااس کی کوئی خاص وجہ ہے کہ آج سے چھ سال پہلے 109 موضع جات کمپیوٹرائز ہوئے ہیں اور چھ سال بعد وہ بڑھنے کی بجائے کم ہو کر104 ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،109 کی بجائے104 کیوں ہو گئے ہیں؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بڑاانقلابی اقدام ہے کیونکہ اس سے اس معزز ایوان اور عوام کاconcern ہے۔ معزز ممبر نے لاہور کی تفصیل مانگی تھی اور مجھے محکمہ کی طرف سے جو تفصیل ملی ہے اس کے مطابق 104 موضع جات کو کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے اور110 موضع جات کاdata add inہو چکا ہے،37کے قریب موضع جات ایسے ہیں جہاں پر ہمیںcomplicationکا سامنا ہے۔ میاں صاحب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے2009 میں سوال پوچھا تھااس میں چار موضع جات زیادہ تھے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر دھیان دینے کی بجائے اس چیز پرappreciateفرمادیں کہ ہماریgiven dateمارچ2014 تھی لیکن اس کے باوجود اس وقت لاہور میں باقاعدہ طور پر کام شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم given dateسے چھ مہینے پہلے تمام ریکارڈ کمپیوٹرائز کر دیں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ دو چار موضع جات نہیں بلکہ تمام موضع جات ہی کمپیوٹرائز کر دیں گے۔ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے میں بہت سارےissuesآتے ہیں جو کہ میرے بھائی مجھ سے بھی بہتر جانتے ہیں۔اتنے خستہ حال، ستر سال پرانے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن ہم نے اس کو اس کے باوجود کیا ہے اورgiven timeسے پہلے مکمل طور پر کمپیوٹرائز کر دیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔2۔فروری2009 کو سوال نمبر 99 کے جواب میں اس وقت کے وزیر صاحب نے فرمایا کہ تحصیل سٹی لاہور کے 115 موضع جات میں سے 109 موضع جات کمپیوٹرائز کر دیئے گئے ہیں۔ ضلع لاہور کی دونوں تحصیلوں میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کا تخمینہ25 کروڑ روپے لگایا گیا ہے اور لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم پراجیکٹ لاہور کے مکمل ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا کام دسمبر2010 میں متوقع ہے لیکن اب سال 2013آ گیا ہے اور اس کا محکمہ کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ اب تک104 موضع جات کمپیوٹرائز ہو

چکے ہیں اور 110 موضع جات اشتمال کے مراحل میں ہیں، 37 موضع جات کی جمع بندیاں ہو رہی ہیں، جبکہ باقی 111 موضع جات کی data entry ہو رہی ہے۔ یعنی کہ چھ سال پہلے 109 موضع جات کمپیوٹرائز ہوئے اور سال 2013 میں 104 رہ گئے ہیں۔اس وقت کے منسٹر صاحب نے یہ ریکارڈ 2010 تک مکمل کروانا تھا یا آج دسمبر 2014 میں مکمل کروانا ہے؟ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ وزیراعلیٰ پنجاب کا ایک انقلابی قدم ہے اور پورا ایوان ان کو سراہتا ہے۔

جناب سپیکر: موضع ایک ہوگا اس سے ملحقہ کئی گاؤں ہوں گے اس لئے 109 موضع جات لکھ دیئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ موضع جات بڑھنے چاہئیں یا کم ہونے چاہئیں؟ میری گزارش یہ ہے کہ مجھے وزیر موصوف یہ جواب دیں کہ جو چھ موضع جات کم ہوئے ہیں ان کا کیا کرنا ہے؟ جہاں تک انقلابی قدم کی بات ہے تو اس کو ہم سراہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا کام ہوا ہے۔ محکمے نے ہر دفعہ اگلے سال کی تاریخ دی ہے اور اب وزیر صاحب نے محکمہ کے جو مسائل بیان کئے ہیں تو ممکن ہی نہیں ہے کہ یہ given date تک کمپیوٹرائز ہو جائیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب والا! معزز ممبر نے 2009 کی کوئی figures نکالی ہیں، میرے سامنے تو یہ چیزیں نہیں ہیں یہ مجھے دکھا دیں۔ میں تو 2013 کی بات کر رہا ہوں اور میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ دسمبر 2014 جو کہ اس کی given date ہے اس سے پہلے یہ complete ہو جائے گا۔ میاں صاحب کو بھی پتا ہے کہ یہ کوئی اتنا simple کام نہیں ہے۔اس کا جو تخمینہ لاگت تھا وہ بھی شاید چار بلین یا پانچ بلین روپے تھا وہ بھی بڑھ کر 11 بلین روپے ہو گیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف خود اس کو شب و روز دیکھتے ہیں۔اس معزز ایوان میں بیٹھا ہر بندہ بھی اس سے واقف ہے کہ میاں صاحب کی priority میں یہ نمبر ون پر ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر اس وقت کہہ دیا تھا کہ 2010 یا 2011 میں مکمل ہو جائے گا اور اب چھ ماہ آگے چلا گیا تو اس پر آپ یہ رزلٹ نکال لیں کہ کام نہیں ہو رہا یا ہم پیچھے آ رہے ہیں ایسی بات نہیں ہے۔ ڈیپارٹمنٹ اپنی ذمہ داری سے بخوبی واقف ہے، میں تاریخ تو نہیں دے سکتا لیکن یہ ensure کرتا ہوں کہ دسمبر 2014 سے پہلے یہ چیزیں functional ہو جائیں گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اک ضمنی سوال انہاں نوں وی کر لین دیو۔ مہربانی۔ میں نے آپ کے لئے ان سے request کی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور میاں نصیر کا بھی مشکور ہوں۔ میاں نصیر احمد کے سوال نمبر 22 کے جز (د) میں ہے کہ لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے میں کیا مشکلات ہیں اور کون سا مافیا اس سلسلے میں مشکلات پیدا کر رہا ہے لیکن جو جواب آیا ہے اس میں مافیا کا تو ذکر ہی نہیں ہے:

1۔ تحصیلوں میں ریکارڈ کی عدم دستیابی

2۔ پرانے ریکارڈ کی خستہ مخدوش حالت پڑھنے میں دشواری

3۔ پٹواری اور تحصیل کے ریکارڈ میں فرق

میں اس معزز ایوان کو alarm کرتا ہوں کہ یہ بھی جا کر اپنا اپنا ریکارڈ دیکھیں کہ پٹواری نے کہیں ان کے ریکارڈ میں کسی اور کا نام تو درج نہیں کر دیا، کسی اور کو تو مالک نہیں بنا دیا یا کسی کی زمین کم تو نہیں کر دی؟ میں مافیا کی نشاندہی چاہوں گا لہذا استدعا ہے کہ وزیر صاحب اس مافیا کی نشاندہی فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میاں صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے میں اس کو second کرتا ہوں کہ وہاں پر مافیا ہے اور انہوں نے یہاں پر جو نشاندہی کی ہے کہ کسی کی زمین کسی کو الاٹ تو نہیں کر دی گئی یا کسی کی ملکیت دوسرے کو shift تو نہیں کر دی گئی۔ یہ ساری چیزیں ہوئی ہیں اور ہمیں ان ساری چیزوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ محکمے نے اسے enquire کرنے اور اس کی تصدیق کرنے کے لئے مالکان کو خود بلایا۔ اس میں جو تاخیر ہوئی ہے جس طرح ایک معزز ممبر نے پہلے سوال کیا تھا کہ پہلے 2010 اس کی deadline تھی۔ اس میں ایک یہ بھی بہت بڑی complication تھی کہ ہمیں اصلی مالک بلانے کے لئے time require ہوتا ہے جس میں کوئی claimer تھا اس کو ان کے سامنے بٹھا کر رزلٹ نکالنا ہوتا ہے کہ اصلی مالک کا نام ہی کمپیوٹرائز ہو رہا ہے؟ یہ تو نہیں ہو رہا کہ مالک A ہے اور B اپنے نام پر کروا رہا ہے۔ یہ complications تھیں۔

جناب سپیکر: ایسے بے شمار کیسز ہیں جن کا مجھے بھی پتا ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): الحمد للہ یہ بہت بڑی success ہے۔

جناب سپیکر: ذرا 36-1935 کی جمع بندیاں نکلوا کر دیکھیں۔ اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ احمد شاہ کھگہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے، کیا مسئلہ ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! On his behalf

MR SPEAKER: On behalf of whom? Whose behalf?

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں احمد شاہ کھگہ کے behalf پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوال نمبر 37 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب احمد شاہ کھگہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: سرکاری اراضی کی تفصیلات

*37: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں سرکاری اراضی کس کس موضع اور چک میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز، ٹھیکہ یا پٹا پر کس کس شخص کو سالانہ کتنی رقم کے عوض دی گئی ہے؟

(ج) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(د) کتنی سرکاری اراضی پر کس کس شخص نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، کب تک ناجائز قابضین سے قبضہ واگزار کروالیا جائے گا؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال لیسین):

(الف) بمطابق شیڈول تحصیل پاکپتن میں 184 ایکڑ اور تحصیل عارفوالا میں 129 ایکڑ سرکاری اراضی ہے۔ کل 314 ایکڑ اراضی، چک وار تفصیل بر فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل پاکپتن میں 301 ایکڑ اور تحصیل عارفوالا میں 297 ایکڑ اراضی پٹا پر دی گئی ہے۔ کل 598 ایکڑ، سالانہ پٹا تحصیل پاکپتن مبلغ -/5586805 روپے اور تحصیل عارفوالا مبلغ -/6602759 روپے، کل زر پٹا سالانہ مبلغ -/12189564 روپے، چک وار تفصیل بر فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سالانہ آمدنی مبلغ-/12189564 روپے۔

(د) 86 ایکڑ اراضی پر حکم امتناعی کی بناء پر ناجائز قبضہ ہے۔ حکم امتناعی کے اخراج کے بعد فوری قبضہ واگزار کرایا جائے گا۔ چک وار تفصیل بر فلیگ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! جز (د) میں لکھا ہوا ہے اور انہوں نے خود تسلیم کیا کہ 86 ایکڑ اراضی پر ناجائز قبضہ ہے۔

جناب سپیکر: حکم امتناعی کی بناء پر ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جی، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے سالوں سے یہ ناجائز قبضہ ہے، اس کے واگزار ہونے کی کوئی امید ہے اور کب تک یہ واگزار ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جو کیس adjudication pending ہو اس بارے میں یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کب ہو گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ سرکاری رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے۔ اگر پیروی نہیں کریں گے تو یہ دس سال بھی واگزار نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پیروی کرتے ہیں یا نہیں؟ آپ بتائیں کہ اب یہ کیس کس stage پر ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: اگر وزیر موصوف کو پتا ہے تو مجھے یہ پیشی بتا دیں۔ ان کے محکمے کی حالت تو یہ ہے کہ ان کو پیشی کا بھی نہیں پتا کہ کب پیشی ہے۔ یہ بتا دیں کہ کتنے عرصے سے قبضہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، میں پوچھتا ہوں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! معزز ممبر میرے ساتھ کیوں لڑ رہے ہیں؟ میں نے کب کہا ہے کہ مجھے پیشی کا پتا ہے۔ میں نے تو کہا ہی نہیں ہے۔ یہ مجھ سے لڑیں تو نہ بلکہ سوال کریں۔ میں نے نہیں کہا کہ مجھے پیشی کا پتا ہے۔ یہ کیس عدالت میں ہے اسے pursue کرنا ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے اور ہمیں پتا ہے کہ ہم نے اس کو pursue کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ڈیپارٹمنٹ سے کہیں کہ اسے pursue کر کے آپ کو رپورٹ بھی دے۔ آج آپ کے پاس رپورٹ ہونی چاہئے تھی کہ یہ کیس کس stage پر ہے۔ یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): میں اسے check کر لیتا ہوں، اسے pursue کراتا ہوں اور میں ایوان میں بھی بتاؤں گا۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! Thank you very much احمد شاہ کھگہ صاحب کے سوال میں جو جواب دیا گیا ہے (الف) بمطابق شیڈول تحصیل پاکپتن میں 184 ایکڑ اور تحصیل عارفوالا میں 129 ایکڑ سرکاری اراضی ہے یہ کل رقبہ 314 ایکڑ ہے۔ اگر جواب کا جز (ب) پڑھا جائے کہ کتنی اراضی پٹے پر دی گئی ہے تو اس میں تحصیل پاکپتن میں 301 ایکڑ، تحصیل عارف والا میں 297 ایکڑ یعنی کل رقبہ 598 ایکڑ ہو گیا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اراضی کے حوالے سے جواب کا جز (الف) صحیح مانا جائے یا جز (ب)؟

جناب سپیکر: مجھے خود سمجھ نہیں آئی تو میں ان سے کیا پوچھوں۔ (قہقہے)

منسٹر صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ آپ کی زمین 314 ایکڑ ہے تو آپ نے 598 ایکڑ کیسے دے دی۔ مجھے پتا ہی نہیں لگ رہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! باقی نزول یا شاملات ہو گی۔ پراونشل علیحدہ کر دیں اور باقی علیحدہ کر دیں تو پوری ہو جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ جواب دیں۔ وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! آپ نے مجھے کہا نہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ابھی جو شیخ صاحب نے فرمایا ہے میں اپنے پاس سے نہیں کہہ سکتا بلکہ ریکارڈ چیک کرواتا ہوں کہ ---

جناب سپیکر: بلال یٰسین صاحب! ایسے نہیں۔ آپ کے محکمے کو چاہئے تھا کہ آپ کو categorically یہ بتاتے کہ 314 ایکڑ تو ہماری زمین ہے پھر 598 ایکڑ کیسے بنی اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ valid سوال ہے میں اسے deny نہیں کر رہا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ غلط ہے بلکہ میں تو اسے تسلیم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جس نے یہ غلط جواب دیا ہے آپ اس کے خلاف action لیں اور اس کی تفصیل ایوان میں بتائیں۔

وزیر خوراک/مال وکالونیز(جناب بلال لیسین):جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ میں پہلے خود اس کی انکوائری کر لوں کہ یہ تیس کے قریب سوال ہیں۔مجھے ڈیپارٹمنٹ بتارہا ہے لیکن میں پہلے اپنی بات مکمل کر لوں کہ میں اپنی انکوائری کر لوں کہ تیس کے قریب سوالات ہیں اور میں خود بھی اس سوال کو pick نہیں کر سکا کیونکہ یہ ایک ضلع کے بارے میں specific سوال تھا۔آپ نے جو فرمایا ہے میں اس کی انکوائری کرتا ہوں اگر واقعی یہ figures غلط ہیں تو اس پر action لے کر آپ کو بتاؤں گا۔ڈیپارٹمنٹ نے ابھی بتایا ہے کہ 314 ایکڑ خالصتاً سرکاری ہے اور دوسری جو شیخ صاحب فرمارہے تھے ڈیپارٹمنٹ نے بھی اسے second کیا ہے کہ شاملات ملا کر یہ بنتی ہے۔مگر میں پھر بھی کہہ رہا ہوں کہ ہم اس کی انکوائری کرتے ہیں اور اگر اس کی figure غلط آئی ہے تو میں اس پر action لے کر آپ کو بتاؤں گا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!شکریہ

جناب سپیکر:اگلا سوال بھی احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔کھگہ صاحب!۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔تشریف فرما نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!On his behalf

MR SPEAKER: Which one?

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا سوال ہے۔

جناب سپیکر:احمد شاہ کھگہ صاحب کے سوال کا جواب نہیں آیا۔میری اور اس ایوان کی طرف سے آرڈر ہے کہ تین مہینے کے اندر اندر جواب داخل کرنا ہوتا ہے آپ ذرا اسے چیک کریں کہ 18۔جون 2013 کو یہ سوال آپ کے محکمے کو پہنچ گیا تھا۔اس میں جس نے تساہل کیا ہے اس کے خلاف action لے کر ایوان کو بھی بتائیں۔آئندہ معافی نہیں ملے گی میں اسے direct اپنی کمیٹی کے سپرد کروں گا اور پھر کمیٹی جو فیصلہ کرے گی وہ آپ کو قبول کرنا پڑے گا۔شکریہ۔جی،شیخ صاحب!سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!کیا مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر:آپ کس سوال کے بارے میں اجازت لینا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کا سوال نمبر70 لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس سے پہلے سوال نمبر69 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔کیا وہ بھی آپ لینا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جی، نہیں۔ میں صرف سوال نمبر70 لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر70 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا معاملہ

*70: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا انقلابی فیصلہ کیا تھا؟

(ب) یہ کام کب تک مکمل ہونا تھا اس کی تکمیل میں کیا رکاوٹ ہے اور اب کام کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب پورے صوبے میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا انقلابی فیصلہ کیا تھا۔

(ب) صوبہ پنجاب میں محکمہ مال کے کمپیوٹرائزڈ کرنے کا عمل مارچ2014 تک مکمل ہونا تھا تاہم درج ذیل مشکلات کی وجہ سے اب دستیاب شدہ لینڈ ریونیو ریکارڈ دسمبر2014 تک کمپیوٹرائزڈ کر لیا جائے گا۔

1. تحصیلوں میں ریکارڈ کی عدم دستیابی
2. پرانے ریکارڈ کی خستہ اور مخدوش حالت اور پڑھنے میں دشواری
3. پٹواری اور تحصیل کے ریکارڈ میں فرق
4. ضلع کے تخمینہ شدہ مالکان اور اصلی مالکان کی تعداد میں بے پناہ اضافہ

5. ریکارڈ کی تصدیق میں تاخیر: جس کی وجہ سے ریکارڈ کی تصحیح میں بھی تاخیر ہو جاتی ہے یہ سب سے بڑی تاخیر کی وجہ ہے۔
6. کمپیوٹر میں اندراج کے لئے غیر تصحیح شدہ ریکارڈ کی فراہمی
7. مالکان کے حصص کا عدم اندراج
8. اصل رقبے سے زائد کی منتقلی
9. پیچیدہ درستی کا عمل: جس میں تصحیح کے لئے متعدد پارٹیوں کو طلب کرنا پڑتا ہے اور ان کو سن کر تصحیح کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب جبکہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے اور ہر ضلع و تحصیل میں بے شمار double allotment کی زمینیں پڑی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ مئی 1975 میں law repeal ہو گیا تھا اور اس کے بعد allotment نہیں ہوئی۔ اس double allotment کی وجہ سے پنجاب حکومت کی کھربوں روپے کی زمین ناجائز قابضین کے پاس ہے۔ کیا حکومت اس کو dispose of کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ چونکہ اب یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے اور میں double allotment ثابت کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کس جز کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 70 کے جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے۔" میں کہہ رہا ہوں کہ جو double allotment ہے اس میں بھی یہ نکل جائیں گے کیونکہ یہ original allottees کے نام پر ابھی تک جمع بندیوں میں آرہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا ان زمینوں کو dispose کرنے کا ارادہ ہے یا وہ کھربوں روپے کی زمینیں اسی طرح ناجائز قابضین کے پاس رہیں گی؟ قوم کو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہونے کا کوئی فائدہ تو ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات note ہو گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گورنمنٹ کی طرف سے جواب آنا چاہئے کہ کیا یہ double allotment کی زمینیں dispose of کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جو مالک ہے اس کو کون اُٹھا سکتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: آپ Rehabilitation Act کو بہتر جانتے ہیں۔ وہ تو اب مالک رہے ہی نہیں۔ Double allotment میں ایک کو بہاولپور اور دوسرے کو ہارون آباد یا تحصیل چونیاں میں زمین ملی ہے۔ اس کی جو first allotment تھی وہ قائم رہ گئی باقی MDR level پر یا ہائیکورٹ کے level پر سیکشن 10 یا 11 کے تحت ٹوٹ گئی۔ یہ اربوں روپے کی زمینیں تقریباً ہر تحصیل میں ہیں اور میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں۔ اگر کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ میں یہ زمینیں original مالکان کے نام گئیں تو یہ کبھی نہیں نکلیں گی بلکہ اسی طرح ناجائز قابضین کے پاس رہیں گی۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ شیخ صاحب کی reservations ٹھیک ہیں مگر ہم نے سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ ہمیں بہت سی complications کا سامنا ہے۔ شیخ صاحب نے جس چیز کو pin point کیا ہے اس حوالے سے واقعی ہمیں بہت سی complications کا سامنا ہے۔ جب ہم تصدیق کے لئے ریکارڈ لاتے ہیں تو اس میں بہت سا ایسا ریکارڈ ہے جو کہ پٹوار خانے اور تحصیل سے match نہیں کرتا۔ ہمیں اسی طرح کے مسائل درپیش ہیں اور ہم ان کو redress کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے ہی ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے میں تاخیر ہو رہی ہے۔ میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم جو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کریں گے وہ انشاء اللہ ان ساری قباحتوں سے پاک ہوگا۔ شیخ صاحب نے جن تحفظات کا اظہار کیا ہے وہ بھی note ہو گئے ہیں اور ہم ان کو بھی دیکھیں گے۔

شیخ علاؤالدین: دیکھیں، میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک انتہائی اہم مسئلہ کو اُٹھایا ہے۔ یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں اور ان زمینوں کی وجہ سے یہ ریکارڈ کبھی صحیح نہیں ہوگا۔ ہمارا پیارا ملک پاکستان بدقسمتی کی حالت سے دوچار ہے کہ جنہوں نے سوائے کلف والے کپڑے پہننے کے علاوہ کچھ نہیں کیا وہ آج اربوں روپے کے مالک ہیں۔ وہ صرف مہاجروں کے یونٹوں کے اوپر اربوں روپے کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ مہاجروں کے کلیموں اور یونٹوں کے اوپر یہ لوگ اربوں روپے کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ جب تک اس ریکارڈ کو صحیح نہیں کیا جائے گا اور جب تک double and triple allotment کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ informer کا اس پر 20 فیصد share رکھیں جو کہ section 10 and 11 کہتا تھا۔ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے section-10 and 11 کو ختم کروایا تھا؟ ان کے بارے میں

آپ کو بھی بخوبی علم ہے۔اب اگر یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے تو یہ اس Act کو دوبارہ revive کریں۔یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

وزیر خوراک/مال وکالونیز(جناب بلال یسین):جناب سپیکر!شیخ صاحب کا point note کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں شیخ علاؤالدین،جناب احمد خان بلوچ اور میاں محمد رفیق کو شامل کیا جائے۔میں بھی اس میٹنگ میں آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھوں گا اور ہم ان معاملات کو discuss کریں گے۔اس کی میٹنگ اگلے ہفتے رکھ لیں۔Next week میں ہفتے کے روز ساڑھے گیارہ بجے ہم اکٹھے ہوں گے۔

وزیر خوراک/مال وکالونیز(جناب بلال یسین):جی،آپ ضرور کریں کیونکہ اس میں پورے پنجاب کے لوگوں کا concern ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چک نمبر405ج۔ب میں ایک شخص نور احمد نے۔۔۔

جناب سپیکر:میاں صاحب!یہ مناسب نہیں ہے۔آپ اس بات کو چھوڑیں۔جب ہم بیٹھیں گے تو پھر اس حوالے سے بھی بات ہو جائے گی۔

جناب محمد وحید گل:جناب سپیکر!میں بھی اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:پہلے آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔یہ منسٹر صاحبہ کی سیٹ ہے۔آپ زنانہ سیٹوں پر جا کر بیٹھتے ہیں۔(قہقہے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر اپنی نشست پر تشریف لے آئے)

جناب محمد وحید گل:جناب سپیکر!سوال نمبر70 کے ضمن میں یہ بات ہے کہ لاہور کے اندر اور خاص طور پر موضع ہربنس پورہ میں وفاقی حکومت کا بہت سارا رقبہ موجود ہے۔اس پر کوئی 37 کے قریب کچی آبادیاں بنی ہوئی ہیں۔میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال کرتا ہوں کہ کیا موجودہ حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ ان کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں؟

جناب سپیکر:کیا یہ ضمنی سوال ہے، Is it supplementary question regarding this اور آپ نے یہ کس جز کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھا ہے؟

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں جز(الف) کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میرے پاس جو جواب ہے اس کے جز(الف) میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب پورے صوبے میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا انقلابی فیصلہ کیا تھا۔" آپ فرما دیں کہ کیا اس حوالے سے معزز ممبر کا یہ ضمنی سوال بنتا ہے؟ اگر آپ حکم کریں گے تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس طرح سے بنتا ہے کہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے۔ ان کچی آبادیوں کے اوپر already کام ہو چکا ہے تو کیا وہ بطور کچی آبادی وہاں پر ریکارڈ ہوں گی یا حکومت کی زمین کے طور پر اس کو ریکارڈ کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ لاہوری بھائی ہیں اس لئے اس بات کا جواب دے دیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جی، میں ان کو جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ ان کو کچھ بتا دیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سوال سے related ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ضمنی سوال نہ سمجھیں بلکہ ویسے ہی بتا دیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! جو ریکارڈ موجود ہے اس کو ہم کمپیوٹرائزڈ کر رہے ہیں۔ وہ جس shape میں ہے اسے اس کی actual shape میں ہی کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔ یہ حکومت اپنی پالیسی کے مطابق بعد میں دیکھے گی کہ کون سی جگہ کو کچی آبادی میں convert کرنا ہے اور کون سی جگہ کو کمرشل کرنا ہے۔ یہ حکومت کے فیصلے ہیں لیکن اس وقت محکمہ مال کا فیصلہ یہ ہے کہ اصل مالکان کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 260 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: پی پی۔12 میں کام کرنے والے پٹواریوں، تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*260: جناب اعجاز خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔12 ضلع راولپنڈی میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار ہیں؟

(ب) مذکورہ پٹواریوں کے دفتر کس کس جگہ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال لیسین):

(الف) پی پی۔12 ضلع راولپنڈی میں محکمہ مال کے تحصیلدار، نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواریوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

تحصیلدار

1۔ ملک نور زمان (ریونیو)

2۔ راجہ طاہر عزیز (سیٹلمنٹ)

نائب تحصیلدار

1۔ راجہ عبدالشکور خان

2۔ سید عابد عباس بخاری

گرداور

1۔ محمد آفتاب

2۔ محمد خورشید

پٹواری

1۔ مرزا محمد سلیم پٹوار سرکل راولپنڈی محل

2۔ حسن اختر پٹوار سرکل رتہ امرال

3۔ توقیر منور، پٹوار سرکل ڈھوک منگٹل

(ب) مذکورہ پٹواریوں کے دفتر مندرجہ ذیل جگہ پر واقع ہیں۔

1-	پٹوار سرکل راولپنڈی محل	=	وحدت پلازہ مری روڈ راولپنڈی
2۔	حسن اختر پٹوار سرکل رتہ امرال	=	نزد بابا رودے شاہ دربار رتہ امرال

3۔ توقیر منور، پٹوار سرکل ڈھوک مانکٹل = چھر چوک نزد الائیڈ بنک مین پشاور روڈ

(ج) اس وقت کسی بھی پٹواری کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری نہ چل رہی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جواب میں تحصیلدار، نائب تحصیلدار اور پٹواریوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ تحصیلدار، نائب تحصیلدار اور پٹواری ان علاقوں میں کتنے عرصے سے تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جواب میں کہیں کہیں "گرداور" لکھا ہوا ہے لیکن یہ اصل لفظ "قانون گو" ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): آپ بہتر سمجھتے ہیں مگر میں نے جو دیکھا اور پڑھا ہے اس کے مطابق یہ دونوں الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ ضمنی سوال بنتا نہیں ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "مذکورہ تحصیل میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی کل سروس کتنی ہے" اس لئے میرا ضمنی سوال بنتا ہے کہ یہ اس علاقے میں کتنے عرصے سے تعینات ہیں؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میری بہن fresh question کر دیں تو اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! محکمہ نے جز (الف) کے نمبر 3 پر پٹوار سرکل ڈھوک مانکٹل کا جواب دیا ہے تو ہمیں راولپنڈی والوں کو بتا دیا جائے کہ یہ سرکل ڈھوک مانکٹل کہاں پر ہے تا کہ ہمیں بھی آئندہ اس موضع کو ڈھونڈنے میں آسانی ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! معزز ممبر اس جواب کو چیلنج کر دیں کہ یہ موضع نہیں ہے تو میں ان کو بتا دوں گا۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! جز (ب) میں پھر اسی کا جواب دے دیا گیا ہے کہ توقیر منور، پٹوار سرکل ڈھوک مانکٹل میں بیٹھتا ہے۔ یہاں پر ہمیں اگر ایسے ہی جواب دینے ہیں اور باہر جا کر ہی

ہمیں سمجھانا ہے تو پھر میرے خیال میں ان سوالات کے جوابات on the floor of the House, table پر lay نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ موضع ڈھوک مانگٹل exist ہی نہیں کرتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ اگر یہ موضع exist نہیں کرتا تو وہ مجھے بتادیں۔ میں معزز ممبر سے پوچھ لیتا ہوں کہ میرے حلقہ کا فلاں موضع کہاں پر ہے تو کیا یہ بتادیں گے ؟اگر یہ جواب غلط لکھا ہوا ہے تو اس کو چیلنج کر دیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! وزیر موصوف ایسی بات نہ کریں کیونکہ ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہمیں یہاں پر صحیح طرح سے جواب دیں۔

جناب سپیکر: یہ ان کی غلطی نہیں ہے اور اس بات کا آپ کو نہیں پتا۔ آپ نے اگر یہ پوچھنا ہے تو آپ اس کے بعد میرے دفتر میں آ جانا، میں آپ کو اس بات کی اچھی طرح سے تسلی کراؤں گا۔ اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 261 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: پٹواریوں، گرداوروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*261: جناب اعجاز خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ محکمہ مال میں کل کتنے پٹواری اور گرداور ہیں، کب سے تعینات ہیں۔ ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی کل سروس کتنی کتنی ہے؟

(ج) مذکورہ تحصیل میں کل کتنے پٹوار سرکلز اور قانونگوئیاں ہیں اور ہر سرکل میں کل کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات کئے گئے ہیں؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال لیسین):

(الف) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر، شیخوپورہ کے مہیا کردہ جواب کے مطابق ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کے گرداور اور پٹواریوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

گرداور	15
پٹواری	142

مزید یہ کہ ان کی فرداًفرداً تفصیلات جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل شیخوپورہ میں تعینات گرداوروں اور پٹواریوں کی سروس کی تفصیل جھنڈی (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل شیخوپورہ میں پٹوار سرکل اور قانونگوئی کی تفصیل حسب ذیل ہے:

تعداد قانونگوئی	07
تعداد پٹوار سرکل	56

ہر قانونگوئی سرکل میں ایک گرداور اور ہر پٹوار سرکل میں ایک پٹواری تعینات ہے۔کچھ گرداوروں اور پٹواریوں کے پاس اضافی چارج بھی ہے۔ تفصیل جھنڈی (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "مذکورہ تحصیل میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی کل سروس کتنی کتنی ہے؟" وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال ہے کہ کسی پٹواری کو پنجاب کی کسی دوسری تحصیل میں transfer کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!پٹواری کا salary package تو اُس کی اپنی تحصیل میں بنتا ہے۔ as a special case کسی پٹواری کو کسی دوسری تحصیل میں transfer کیا جا سکتا ہے مگر عام طور پر ایسا ہوتا نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ عوام کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے کہ پٹواریوں کو تحصیل سے باہر transfer نہیں کیا جا سکتا۔ سپریم کورٹ نے پٹواریوں کو تحصیل کیڈر دے کر ایک فیصلہ کیا ہوا ہے جس کا حکومت نے آج تک کسی قسم کا کوئی تدارک نہیں کیا۔اگر ایک پٹواری جتنی مرضی corruption میں ملوث ہو، اُس کو ایک موضع سے اُٹھا کر دوسرے موضع میں transfer کر دیں گے یا اُس کو کچھ عرصہ کے لئے suspend کر دیں گے۔پٹواریوں کی پہنچ شاید صرف اللہ کے علاوہ ہر ایک

کے پاس ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کیا حکومت پٹواریوں کو تحصیل سے باہر transfer کرنے میں کوئی دلچسپی رکھتی ہے تاکہ عوام کا کوئی بھلا ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے شیخ صاحب کے سوال کا جواب دے دیا ہے اب شیخ علاؤالدین صاحب reforms کی بات کرتے ہیں کہ اس طرح ہونا چاہئے تو میں نے پہلے کہا ہے کہ ان کی suggestions کے حوالہ سے محکمہ کو بلا کر اُن سے پوچھ لیں گے کہ near future میں اس طرح کا کوئی plan ہے یا نہیں؟ بہر حال میں نے ان کے سوال کے حوالہ سے بتادیا ہے کہ محکمہ کی کیا پالیسی ہے۔

جناب سپیکر: آپ next Saturday کو اس معاملہ سے متعلقہ افسران کو بھی ساتھ لے کر آئیں گے۔ ہم کمیٹی روم "اے" میں بیٹھ کر آپ سے بڑے اچھے طریقہ سے اس حوالہ سے گفتگو کریں گے اور دیکھتے ہیں اللہ کرے اُس کے results اچھے ہوں۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 297 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب جاوید اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: لینڈ کمیشن کی زمین کی تفصیلات

*297: جناب جاوید اختر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ پر ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر کون کون سے لوگ ناجائز قابض ہیں، ان کے نام و پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 2008 سے 2012 اس ضلع میں واقع لینڈ کمیشن کی کافی اراضی جعلسازی سے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(د) یہ زمین الاٹ کرنے والی اتھارٹی کون ہے، اس کے نام و عہدہ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت یہ اراضی اس ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ملتان میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی 3820 کنال 12 مرلے بقایا ہے جس میں رقبہ زیر مقدمہ بازی بھی شامل ہے، موضع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل و موضع وار خالی اراضی اور اراضی زیر ناجائز قابضین ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع میں 2008 اور 2012 میں جعل سازی سے کوئی رقبہ الاٹ نہ ہوا ہے۔

(د) جز (ج) کے بعد یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) قانون زرعی اصلاحات کے تحت ضبط شدہ رقبہ جس کے بارے میں مقدمہ بازی زیر تصفیہ نہ ہو اور قابل الاٹمنٹ ہو وہ بے زمین مزارعین اور چھوٹے مالکان کو الاٹ کیا جاتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر کون کون سے لوگ ناجائز قابض ہیں، ان کے نام و پتا سے آگاہ کریں؟" اس میں وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ لینڈ کمیشن کی جتنی اراضی پر ناجائز قابضین ہیں اُن کو وہاں سے بے دخل کرنے کے لئے محکمہ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان کے دیئے گئے جواب کو بھی پڑھ لیں جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انہوں نے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ میں اُس میں دیکھ لیتا ہوں کہ انہوں نے کیا cut date دی ہے۔ محکمہ مال خود لوگوں کے قبضے کرواتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایوان میں کھڑے ہو کر ایسے الزام لگانا ٹھیک نہیں ہوتا، آپ کوئی particular case بتائیں؟ وزیر صاحب آپ کے سوال کا جواب دیتے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! شیخ اعجاز احمد صاحب میرے بھائی ہیں ان کے ساتھ میری بڑی پرانی رفاقت ہے۔ ان سے میری گزارش ہوگی کہ اس طرح کا کوئی کیس لے کر آئیں، محکمہ اُس کو pursue کرے گا اور اس طرح کی کوئی چیز اگر سامنے آتی ہے جس میں پٹواری یا ہمارے محکمہ کا کوئی بندہ illegal possession کرانے میں involve ہے تو اُس کو address کروا کر دیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جز(ہ) میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت یہ اراضی ناجائز قابضین سے خالی کرا کر ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے جز(ہ) کا جواب بھی پڑھ لیا ہے تو پھر آپ ضمنی سوال کیا کر رہے ہیں؟ آپ پہلے جز(ہ) کا جواب پڑھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ہ) کے جواب میں لکھا ہے کہ "قانون زرعی اصلاحات کے تحت ضبط شدہ رقبہ جس کے بارے میں مقدمہ بازی زیر تصفیہ نہ ہو اور قابل الاٹمنٹ ہو وہ بے زمین مزارعین اور چھوٹے مالکان کو الاٹ کیا جاتا ہے۔"

جناب سپیکر: آپ نے اسے پہلے کیوں نہیں پڑھا؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ الاٹ کیا تو جاتا ہے لیکن جب محکمہ ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرا لے گا تو کیا یہ وہاں پر غریب کاشتکاروں کو اس رقبہ کی الاٹمنٹ دیں گے؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! بالکل دیں گے۔

جناب سپیکر: اگر تو کسی اور غریب آدمی کا وہ رقبہ ہو اور اسے اس کا حق مل جائے تو پھر کسی اور کو وہ رقبہ نہیں مل سکتا۔ اگر اس کے علاوہ مالک کوئی اور نہ ہو تو پھر جیسے منسٹر صاحب نے کہا ہے یقیناً رقبہ الاٹ کیا جا سکتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی جان کاری کے لئے یہ جاننا چاہتا ہوں شاید میری طرح اس معزز ایوان میں اور بھی ناواقف ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اراضی لینڈ کمیشن اور سٹیٹ لینڈ میں کیا فرق ہے، کیا دونوں ایک ہی ہیں یا الگ الگ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میاں صاحب کو معلوم ہے لیکن یہ چاہتے ہیں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میاں صاحب ہی نہیں کامریڈ بھی ہیں۔

وزیر خوراک/مال وکالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر! بالکل میرے علم میں ہے۔ یہ میرے مہربان ہیں۔1977میں لینڈریفارمز ہوئی تھیں تو لینڈ کمیشن بنا تھا۔اس کا کام یہ تھا کہ وہ لینڈ لارڈز جن کا زرعی رقبہ جو نہری تھا وہ ایک سو ایکڑ اور بارانی دو سو ایکڑ سے زیادہ ہو گا تو اس رقبہ کو لینڈ کمیشن ضبط کرے گا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ criteria اس طرح نہیں ہے جس طرح آپ فرما رہے ہیں۔اس کا طریق کار اور ہے۔ PIU's (Product Index Units) پر یہ رقبہ تقسیم کیا جاتا ہے چھ ہزار PIU's کو معافی ہے اور اس کے اوپر رقبہ کو گورنمنٹ لے سکتی ہے۔

وزیر خوراک/مال وکالونیز (جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر! بالکل۔ اس میں سپریم کورٹ کی wording بھی آ گئی ہے۔اس میں مزید نہیں ہو سکتی جو لینڈ کمیشن کے ذریعے رقبہ آ گیا وہ اس کے تحت رہے گا۔

جناب سپیکر:اس میں کچھ PIU's ایسے بھی ہیں جو خصوصی طور پر ٹیوب ویلوں اور ٹریکٹروں کے لئے دیئے گئے تھے۔

وزیر خوراک/مال وکالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!میں میاں صاحب کے سوال پر فرق بتا دیتا ہوں کہ وہ جگہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات ایکڑوں پر نہیں چلتی۔آپ ایکڑوں والے معاملہ میں نہ پھنس جانا۔

وزیر خوراک/مال وکالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔ میاں صاحب کے سوال کا جواب یہ ہے کہ لینڈ کمیشن نے جو جگہ لی ہے اس کو لینڈ کمیشن look after کرتا ہے جو گورنمنٹ آف پنجاب کی ملکیت نہیں ہے۔اس کے علاوہ جو اراضی گورنمنٹ آف پنجاب کی ملکیت ہے اسے سٹیٹ لینڈ کہتے ہیں۔ میں یہ فرق سمجھتا ہوں اگر آپ اس میں کچھ تصحیح کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی فرمادیں۔

جناب سپیکر:میں تصحیح نہیں کر سکتا۔اگر انہوں نے کرنا ہوا تو وہ خود ہی کر دیں گے۔اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔۔۔کیا تشریف فرما ہیں؟ کیا بات ہے، مجھے اس بات کا نہیں پتا کہ یہ صاحبان یہاں نہیں ہیں۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!اپوزیشن والے ناراض ہیں اور انہوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آج کے لئے بھی بائیکاٹ پر ہیں؟ آپ انہیں منائیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر 326 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: محکمہ مال کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*326: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کتنا رقبہ آباد اور کتنا غیر آباد ہے مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) اگر حکومت پنجاب نے غیر آباد رقبہ آباد کرنے کے لئے کوئی پالیسی بنائی ہے تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال لیسین):

(الف) تحصیل شیخوپورہ میں محکمہ کا کل رقبہ 224230 کنال 08 مرلہ ہے۔

(ب) 177031 کنال 08 مرلہ رقبہ آباد ہے اور 47199 کنال 0 مرلہ رقبہ غیر آباد ہے۔

(ج) بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر 2010-222/117-C-L(I) dated 13-01-2010 آمدہ پنجاب گورنمنٹ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے مطابق پٹاجات دیئے جانے پر پالیسی بنائی گئی ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جز (ج) کا جو جواب دیا ہے یہ اس کی تفصیل سے آگاہ کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! گورنمنٹ نے 2010 میں نوٹیفکیشن کیا تھا۔ ہم نے جو زمینیں پٹا پر دینی تھیں ان کا نوٹیفکیشن کیا۔ اس میں پالیسی یہ تھی کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک ہم نے زمین لوگوں کو دینی تھی۔ وہ زمین کن لوگوں کو دینی تھی جو چار ایکڑ یا اس سے کم زمین کے مالک ہیں یا مزارعین ہیں۔ انہیں زمین کاشت کرنے کے لئے دی جائے گی۔ اس میں prohibited areas بھی تھے جو تحصیل اور سٹی کے اندر ہیں وہاں ایک سال اور جو non prohibited areas ہیں ان میں

پانچ سال کے لئے اراضی لیز پر دی جائے گی۔اس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک پالیسی introduce کرائی تھی مگر بد قسمتی سے پچھلا دور جو 2002 سے 2008 تک کا تھا ہم اس وقت بھی اس ایوان کے ممبر تھے۔اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے ایک پالیسی sale by private treaty بنائی تھی جس پر میاں محمد شہباز شریف کے خدشات سامنے آئے اور اس کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔میاں محمد شہباز شریف نے ساری کی ساری الاٹمنٹس کو cancel کر دیا۔یہ الاٹمنٹس تقریباً 68 کے قریب تھیں جنہیں cancel کیا گیا۔دوسری پارٹیاں سپریم کورٹ گئیں وہاں سے بھی 15 کے قریب الاٹمنٹس کو cancel کیا گیا ان کے issues ابھی بھی litigation میں ہیں۔اس وجہ سے یہ سکیم وقتی طور پر رُکی ہوئی ہے۔

بہر حال جب یہ چیزیں mature ہو جائیں گی، اس پر شفاف طریقے سے کام ہو رہا ہے اس پر جب litigation ختم ہو جائے گی اور ہمیں یہ پتا چل جائے گا کہ ہمارے پاس شفاف طریقہ آگیا ہے تو اسی پالیسی کو ہم دوبارہ سے continue کریں گے اور ساڑھے بارہ ایکڑ تک کی جگہ جن کے پاس جگہ نہیں ہے یا جو چار ایکڑ سے کم کے کاشتکار ہیں انہیں upgrade کرنے کے لئے پٹا پر دیں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ نوٹیفکیشن 2010 کا ہے۔ وہ رقبہ جات جو اس نوٹیفکیشن کے تابع land less peasants کو الاٹ کئے گئے کہ وہ اسے کاشت کریں۔ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن کمیٹیوں اور پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ نے ان سے یہ رقبہ جات لے کر auction کر دیئے۔کیا اسے یہ نوٹیفکیشن cover کرتا ہے؟ اگر یہ نوٹیفکیشن infield رہنا ہے تو sale by private treaty اور جو 2002-08 کی بات کر رہے ہیں اس کی continuity تو آج پرائیویٹائزیشن بورڈ میں بھی ہے تو اس کے متعلق وزیر موصوف کچھ بتادیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! معزز ممبر اپنا سوال repeat کر دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب ہے کہ "بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر-117/2010-222 C-L(I) dated 13-01-2010 آمدہ پنجاب گورنمنٹ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے مطابق پٹا جات دیئے جانے پر پالیسی بنائی گئی ہے۔" اب پرائیویٹائزیشن بورڈ پنجاب نے ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن کمیٹیوں کے ذریعے وہ سرکاری زمینیں جن پر لوگ as tenants بیٹھے تھے۔ جنہیں 2005 اور 2010 کے نوٹیفکیشن کو violate کرتے ہوئے جو اپنے dues بھی دے رہے تھے ان سے وہ زمینیں لے کر auction کر دیں۔ وہ auctions proceed ہو گئیں، رجسٹریاں ہو گئیں اور یہ بڑے بڑے پراپرٹی کے مافیا ان دیہات میں پھیل گئے جنہوں نے پانچ چھ لاکھ روپے میں وہ زمینیں خرید لیں۔ اگر یہ

نوٹیفکیشن آج موجود ہے تو کیا پرائیویٹائزیشن بورڈ جو پنجاب حکومت کا بنا ہے اور جو ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن کمیٹیوں نے کیا ہے تو کیا ان کے پاس اب اختیار ہے کہ یہ زمین مزید پٹا پر اس نوٹیفکیشن کے تحت دے سکتے ہیں؟لوگوں سے تو رقبے لے لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر صاحب!میں تو اس میں نہیں بولوں گا۔آپ نے ان کو جواب دینا ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔اس نوٹیفکیشن کے حوالے سے میں نے ابھی گزارش کی ہے کہ ابھی تک اس پر implement نہیں ہو رہا۔ہم اس کا ایک شفاف طریقہ بنا رہے ہیں اور جس طرح میں نے کہا کہ 2002 سے 2008 کے درمیان جو چیف منسٹر تھے انہوں نے اپنے منظورِ نظر لوگوں کو sale by private treaties کے نام پر ایک project announce کیا تھا جس میں انہوں نے 86 کے قریب allotments کی تھیں۔جب تک ان کو final نہیں کر لیتے اور اس کا result نہیں آ جاتا اور ویسے بھی سپریم کورٹ نے ان میں سے پندرہ یا سولہ agreement کو straight away cancel کر دیا ہے۔جیسے ہی یہ کیس wind up ہو گا اور decision آ جائے گا تو اس کے بعد اسی نوٹیفکیشن کے تحت دوبارہ سے allotments کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔یہ اب منظورِ نظر لوگوں کو نہیں دی جائے گی بلکہ اس پر open auction ہو گی اور جو بھی بے روزگار ہوں گے ان کو دی جائے گی۔اس کے علاوہ جو لوگ اس متعلقہ شہر یا تحصیل سے ہوں گے ان کو priority دیتے ہوئے ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی جائے گی۔جن لوگوں کو ہم نے اس نوٹیفکیشن کے تحت جگہ دی ہے ان کے پاس وہ جگہ 2012 تک تھی جن کو گورنمنٹ نے extend کر دیا ہے اور اب وہ 2015 تک ان کے پاس رہے گی۔

ملک محمد احمد خان:جناب سپیکر!میرا سوال بڑا مختصر اور سادہ ہے۔میری چھوٹی سی submission ہے۔

جناب سپیکر:وہ سنیں گے اور انہوں نے ہی اس کا جواب دینا ہے۔I will not interfere

ملک محمد احمد خان:جناب سپیکر!میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس نوٹیفکیشن کے تحت جو allotments ہوئیں۔۔۔

جناب سپیکر:ان کی بات ذرا غور سے سنیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے بہت سادہ سا سوال ہے کہ اسی نوٹیفکیشن کے تابع مجھے زمین الاٹ ہوئی، بعد میں ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن کمیٹی اور ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن بورڈ نے ایک اشتہار اخبار میں دیا اور میری lawful legal tenancy اور میرے rights کو suppress کرتے ہوئے auction کر دیا۔ اس کے متعلق میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نوٹیفکیشن بھی in place ہے، 2005 کا memorandum بھی in place ہے۔ وہ دو memorandum جو 12 اور 13 تاریخ کے ہیں اسی کی یہ continuation ہے، کالونیز ڈیپارٹمنٹ کے وہ تینوں notifications آج تک in field ہیں اور law of the land بھی یہ ہے۔ جن legal tenants کی land لے کر پرائیویٹائزیشن بورڈ نے ایک unlawful auction کے ذریعے sale کر دی ان کے fate کے متعلق کسی نوٹیفکیشن کے ذریعے منسٹر صاحب کچھ بتادیں کہ ان کا کیا بنے گا؟

جناب سپیکر: جی، ان کے متعلق یہ بتادیں گے but you are too advocate and I know that اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میرے بھائی جس specific case کی بات کر رہے ہیں اور کہا کہ میں بھی ان allottees میں سے ہوں کیونکہ مجھے بھی رقبہ الاٹ ہوا تھا اور اب یہ allotment cancel ہو رہی ہے۔ مجھے یہ specific case دیں کیونکہ میں اس کیس کے بارے میں in picture نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: "مجھے" سے مراد وہ خود نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! مجھے یہ بتادیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں ان کو detail دے دیتا ہوں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جی، یہ مجھے detail دے دیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بہاول وکٹوریہ ہسپتال کی توسیع کے لئے اراضی کا حصول

*69: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاول وکٹوریہ ہسپتال سے ملحق اراضی پر ماضی میں فوج کے زیر انتظام سی ایم ایچ (کمبائنڈ ملٹری ہسپتال) تھا جو کہ اب بہاولپور فوجی چھاؤنی کے اندر منتقل ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ جگہ جہاں ماضی میں سی ایم ایچ تھا پنجاب حکومت کی ملکیت میں ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب وکٹوریہ ہسپتال کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر فوج سے یہ جگہ واپس لے کر وکٹوریہ ہسپتال کو دینے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال لٰیسین):

(الف) بحوالہ رجسٹر حقداران زمین زیر کار سال 11-10 کھاتہ نمبر 43 کھتونی نمبر 382 برقبہ تقریباً بقدری 16 کنال B.V.H کے ملحقہ ملکیت صوبائی حکومت خانہ کاشت محکمہ ٹاؤن پلاننگ بہاولپور زیر قبضہ آرمی ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) ہاں! اس ضمن میں گزارش ہے کہ ضلعی انتظامیہ یقیناً رقبہ سرکار واگزار کرانے کے لئے ضروری اقدامات عمل میں لائے گی۔ جب محکمہ صحت بورڈ آف ریونیو کو رجوع کرے گا۔ کیونکہ مطابق رجسٹر حقداران زمین سال 11-2010 رقبہ متدعویہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہے۔ مگر خانہ کاشت میں ٹاؤن پلاننگ کا اندراج پایہ جاتا ہے۔ مزید برآں رقبہ زیر قبضہ پاکستان آرمی ہے۔

ضلع خانیوال و اوکاڑہ میں لینڈ کمیشن کی اراضی و دیگر تفصیلات

*311: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع خانیوال اور اوکاڑہ میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر کون کون سے لوگ ناجائز قابض ہیں، ان کے نام وپتاجات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 2008 سے 2012 تک ان اضلاع میں واقع لینڈ کمیشن کی کافی اراضی جعل سازی سے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(د) یہ زمین الاٹ کرنے والی اتھارٹی کون ہے،اس کے نام وعہدہ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت یہ اراضی ان اضلاع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف)

(خانیوال)	(اوکاڑہ)
ضلع خانیوال میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی 9991 کنال 5 مرلہ بشمول قابل الاٹمنٹ زیر لیٹیگیشن بقایا ہے، جس کی موضع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔	ضلع اوکاڑہ میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی 2059 کنال 15 مرلہ بشمول قابل الاٹمنٹ /زیر لیٹیگیشن بقایا ہے، جس کی موضع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل خانیوال اور تحصیل اوکاڑہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(خانیوال)	(اوکاڑہ)
ضلع میں 2008 تا 2012 میں جعل سازی سے کوئی رقبہ الاٹ نہ ہوا۔	جی ہاں! ضلع ہذا میں 2008 تا 2012 رقبہ تعدادی 1032k-07M جعلسازی سے الاٹ ہوا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

(1) اے وحید بھٹی، ممبر فیڈرل لینڈ کمیشن، اسلام آباد

(2) فضل علی شاہ، چیئرمین فیڈرل لینڈ کمیشن، اسلام آباد

(ہ) مطابق قانون / پالیسی رقبہ بقایا قابل الاٹمنٹ زرعی اصلاحات جو مقدمات سے پاک وصاف ہو گا مطابق احکامات حکومت / ڈپٹی لینڈ کمشنر الاٹ کرے گا۔

جہلم: پانچ مرلہ کالونی (بھٹو کالونی) کی بند گلی کو مفاد عامہ میں نہ کھولنے والے پٹواری وآفیسران کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*315: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 5۔ مئی 2012 کو طارق آباد داخلی چٹن روہتاس روڈ جہلم کے متعلقہ پٹواری نے افسران بالا کے حکم پر 5 مرلہ کالونی (بھٹو سکیم) کی بند گلی کا دونوں فریقین کی موجودگی میں موقع ملاحظہ کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رپورٹ میں پٹواری کے مطابق مذکورہ بند گلی صوبائی حکومت کی ملکیتی ہے اور مالکان گلی کی ملکیتی نہ ہے، نیز گلی کھولنا مفاد عامہ میں ہے جس سے کسی کا کوئی نقصان بھی نہ ہے؟

(ج) تمام محکمانہ مثبت رپورٹس کے باوجود مذکورہ بند گلی نہ کھولنے کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا حکومت مفاد عامہ کے کام میں غفلت برتنے والے اہلکاران محکمہ مال کے خلاف کارروائی کرنے اور بند گلی کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) درست ہے کہ گلی کا موقع ملاحظہ کیا گیا۔

(ب) بمطابق رپورٹ سرکل ریونیو آفیسر موقع ملاحظہ کیا گیا، گلی مذکورہ پانچ مرلہ بھٹو کالونی کا حصہ ہے جو تعمیر شدہ مکانات کے درمیان میں واقع ہے۔ بھٹو کالونی سرکاری اراضی پر غریب اور مستحق افراد کے لئے پانچ مرلہ سکیم کے تحت بنائی گئی تھی لہذا گلی مذکورہ کا رقبہ صوبائی حکومت کی ملکیت ہے۔ موقع کی صورتحال کے مطابق بند گلی کے آگے غیر ممکن راستہ نہ ہے اور مزید آبادی بھی نہ ہے اسی وجہ سے اہلیان کالونی نے اپنی حفاظت کے طور پر گلی کو بند کیا ہوا ہے۔

(ج) قبل اس سے ٹی ایم اے جہلم نے مورخہ 14-02-2012 کو گلی کھول دی تھی۔

(د) ٹی ایم اے جہلم نے یقین دلایا ہے کہ گلی دو ہفتے کے اندر کھول دی جائے گی۔

ضلع شیخوپورہ: پٹواری، گرداور و نائب تحصیلداروں کی تعیناتی کا عرصہ و دیگر تفصیلات

*328: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار تعینات ہیں؟

(ب) مذکورہ ملازمین کب سے تعینات ہیں۔ ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ج) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ قواعد کے مطابق ایک حلقہ میں پٹواری و گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کی تعیناتی تین سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ملازمین کو قانون کے مطابق تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کے تحصیلدار، نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواریوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

تحصیلدار	04عدد
نائب تحصیلدار	15عدد
گرداور	15عدد
پٹواری	142عدد

(ب) جملہ ملازمین اندر ایک سال کے تعینات شدہ ہیں۔ ہر ایک کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب آمدہ از ایڈیشنل کلکٹر، شیخوپورہ: مندرجہ ذیل پٹواریاں کے خلاف ضلع شیخوپورہ میں محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں:

نمبر شمار	نام تحصیل	نام پٹواریان	کیفیت
1	شیخوپورہ	ظفر اقبال	بقایا فیس انتقالات
2	مریدکے	کوئی نہیں	- - - -
3	فیروزوالا	1-اقرار حسین	1-ٹمپرنگ ریکارڈ
		2-طاہر بشیر	2-کمی ریکارڈ
4	صفدرآباد	1-محمد اسلم	1-رشوت کا الزام
		2-محمد امجد	2-رشوت کا الزام
		3-مبشر شہزاد	3-جعلی انتقال، فراڈ
5	شرقپور	صفدر علی	رشوت کا الزام

(د) ہاں!

(ہ) جملہ ملازمین زائد از عرصہ تین سال تبدیل ہو چکے ہیں۔

حکومت پنجاب کی ملکیتی زمینیں ریلوے سے واپس لینے کی تفصیلات

*340: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین وفاق کے محکمہ ریلوے کو دی جا سکتی ہے اگر جواب ہاں میں ہو تو حکومت پنجاب کن قواعد و ضوابط کے مطابق اپنی ملکیتی زمین محکمہ ریلوے کو دیتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین محکمہ ریلوے نے آگے مزید لیز پر دے رکھی ہے اور وہ زمین کمرشل بنیادوں پر استعمال ہو رہی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب کی جو زمینیں بوساطت محکمہ ریلوے کمرشل بنیادوں پر استعمال ہو رہی ہے انہیں محکمہ واپس لینے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی کسی بھی وفاقی محکمہ بشمول محکمہ ریلوے کو دی جا سکتی ہے۔ یہ زمین موجودہ بازاری قیمت مع 10 فیصد اضافی سر چارج بحکم مجاز اتھارٹی فروخت کی جا سکتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین محکمہ ریلوے نے مزید لیز پر دے رکھی ہے۔ تاہم صوبائی حکومت کی مرکزی حکومت سے زمین واپس لینے یا زمین کی فروخت کا حصہ لینے کے لئے مشاورت ہو رہی ہے۔

(ج) اس سوال کا جواب جز (ب) میں موجود ہے۔

ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کی تقسیم کی تفصیلات

*347: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کالونیز کی اراضی ساڑھے 12 ایکڑ کے حساب سے مختلف لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کالونیز کی اراضی اب بھی تقسیم کی جارہی ہے؟
(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کس criteria اور policy کے تحت محکمہ کالونیز کی زمینیں ساڑھے 12 ایکڑ کے حساب سے تقسیم کی گئی ہیں؟

وزیر خوراک / مال وکالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر CCL-I 119/2010-224 بتاریخ 13-01-2010 کے مطابق محکمہ کالونیز کی اراضی بذریعہ نیلام عام بحساب ½12 ایکڑ مختلف لوگوں کو پنجاب بھر میں الاٹ کی گئی۔
(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ سکیم 31-12-2012 تک جاری رہی اس کے بعد کسی کو بھی سرکاری رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا۔
(ج) یہ زمینیں ان کسانوں کو دی گئیں جن کی اپنی ذاتی زمین چار ایکڑ سے کم تھی یا وہ کسی دوسرے کی زمین پر بطور مزارع کام کر رہے تھے ان لوگوں کو ½12 ایکڑ فی خاندان کے حساب سے تقسیم کی گئی ہے۔ کاپی پالیسی فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں حکومت وقت سرکاری زمینوں کی disposal اور انتظام کے بارے میں ایک شفاف پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

سابقہ دور حکومت نے اپنے صوابدیدی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بہت سی سرکاری املاک Sale by Private Treaty کے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کو ارزاں نرخوں پر فروخت کیں۔ ایسے 68 کیسز کی بابت ایک مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔

موجودہ حکومت نے نہ صرف ایسی فروخت شدہ زمینوں کو منسوخ کیا بلکہ Sale by Private Treaty کی پالیسی پر پابندی عائد کی۔

پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تحصیلدار کی بھرتی کی تفصیلات

*519: میاں محمود الرشید: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال میں تحصیلدار گریڈ 16 کی بھرتی کے لئے دسمبر 2011 میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے اشتہار دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایڈورٹائزمنٹ کے ایک سال بعد محکمہ نے امتحان کا انعقاد کیا جس سے امیدواروں کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیلدار گریڈ16 کی 43 اسامیوں پر 42000 امیدواران سامنے آئے اور فی کس امیدوار 700 روپیہ فیس چارج لیا گیا جو کہ دو کروڑ 94 لاکھ روپے بنتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پوسٹ صرف پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی پر کی جاتی ہے جبکہ مندرجہ بالا اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن نے امتحان لے کر آج تک رزلٹ نہیں دیا اور کہا گیا ہے کہ حکومت نے پوسٹ واپس لے لی ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا اسامیوں کے لئے منعقد کئے گئے امتحان کی بنیاد پر رزلٹ جاری کرنے اور اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے 45 عدد تحصیلداروں کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو لکھا تھا اور پبلک سروس کمیشن نے مذکورہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مشتہر کیا تھا۔

(ب) اسامیوں کو مشتہر کرنے کے بعد چونکہ امتحانات پنجاب پبلک سروس کمیشن لیتا ہے اور پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہے اور اپنے قواعد و ضوابط کے مطابق امتحان لیتا ہے۔ بورڈ آف ریونیو کا امتحانات کے انعقاد میں کوئی عمل دخل نہ ہوتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے 45 عدد اسامیوں کو پر کرنے کے لئے امتحانات کے انعقاد اور انتظامی معاملات کو احسن طریقے سے ادا کرنے کے لئے 700 روپے فیس فی کس امیدوار چارج کی تھی اور 42613 امیدواران نے درخواست دی تھی جس کی کل رقم 2 کروڑ 98 لاکھ 29 ہزار ایک سو روپے بنتی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مجوزہ حکومتی پالیسی کے مطابق گریڈ 11 تا 16 تک کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ ہی سے پر کی جاتی ہیں۔

یہ بھی درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مذکورہ اسامیوں کا امتحان لے کر بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ اسامیاں بورڈ آف ریونیو پنجاب نے واپس لے لی ہیں۔

(ہ) بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا گیا ہے تاہم مذکورہ بالا اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ زیر غور ہے۔

لاہور: متعلقہ دفاتر میں رجسٹری، بیع وانتقال اراضی کا فیس چارٹ آویزاں کرنے کی تفصیلات

*640: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر پٹوار حلقہ اور قانونگو و دیگر متعلقہ دفاتر میں رجسٹری، بیع اور دیگر انتقال اراضی کی فیس آویزاں کرنا لازمی ہے؟

(ب) کیا ضلع لاہور میں تمام متعلقہ دفاتر میں اس فیس کو آویزاں کیا گیا ہے، اگر نہیں تو حکومت ان دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ قانون رجسٹریشن 1908 دفعہ 79 کے تحت متعلقہ دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں کرنا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر واجبات کے متعلق بھی بورڈ آف ریونیو پنجاب بروئے چٹھی نمبری LR(I)-436/2010-855 مورخہ 03-05-2010 تمام اضلاع کو ہدایات جاری کر چکا ہے۔ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بمطابق رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ضلع لاہور کے زیادہ تر دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں ہیں اور جہاں فیس چارٹ آویزاں نہیں وہاں متعلقہ افسران کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ اندر میعاد سات یوم چارٹ فیس آویزاں کر دیں۔

ضلع بہاولنگر: سرکاری زمین کی تفصیلات

*659: جناب شوکت علی لالیکا: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل منچن آباد و تحصیل بہاولنگر میں سرکاری زمین کتنی ہے،اس زمین میں سے کتنی نیلامی کے ذریعے کن کن لوگوں کو الاٹ کی گئی،اس سرکاری زمین کی نیلامی کن قواعد کے تحت کتنے عرصہ کے بعد کی جاتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال لیسین):

تحصیل بہاولنگر: تحصیل میں خالص بقایا سرکار رقبہ تعدادی 2835ایکڑ19مرلے ہے جو کہ تاحال نیلامی کے ذریعے کسی شخص کو الاٹ نہ ہوا ہے۔

تحصیل منچن آباد: تحصیل منچن آباد میں کل سرکاری رقبہ 1700ایکڑ ہے اس رقبہ میں سے بورڈ آف ریونیو پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر224 مورخہ 2010-01-31 کے تحت رقبہ تعدادی 144ایکڑ26کس اشخاص کو برائے مستاجری بذریعہ نیلام عام عارضی کاشت پانچ سالہ سکیم کے تحت از فصل خریف 2010تا ربیع 2015الاٹ کیا گیا ہے۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں حکومت وقت سرکاری زمینوں کی disposal اور انتظام کے بارے میں ایک شفاف پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

سابقادور حکومت نے اپنے صوابدیدی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بہت سی سرکاری املاک Sale by Private Treaty کے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کو ارزاں نرخوں پر فروخت کیں۔ ایسے 68 کیسز کی بابت ایک مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ موجودہ حکومت نے نہ صرف ایسی فروخت شدہ زمینوں کو منسوخ کیا بلکہ Sale by Private treaty کی پالیسی پر پابندی عائد کی۔

ضلع راولپنڈی: ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کی تفصیلات

*1055: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی کی کتنی تحصیلوں میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران محکمہ مال نے کتنا ریکارڈ کمپیوٹرائز کر لیا ہے،سال وار تفصیل بیان کریں؟

(ب) محکمہ مال ضلع راولپنڈی کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز نہ کرنے اور تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا منصوبہ ایک مرحلہ وار پروگرام ہے جس کے تحت منصوبہ بندی اور تیاری کے مختلف مراحل کی تکمیل کے بعد عملدرآمد کے مرحلہ میں پنجاب کے مختلف اضلاع میں ریکارڈ کی سکیننگ، ڈیٹا انٹری اور سروس سنٹرز کا قیام ایک مخصوص شیڈول کے تحت شروع کیا گیا ہے۔ اب تک پنجاب بھر میں (62) سروس سنٹرز متعلقہ تحصیلوں میں لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزڈ سروسز فراہم کر رہے ہیں۔ اس شیڈول کے مطابق ضلع راولپنڈی میں کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا کام اپریل 2012 میں شروع کیا گیا۔ جون 2013 تک تمام سات تحصیلوں کی ڈیٹا انٹری مکمل کی جا چکی ہے جن میں سے 60 مواضعات کا لینڈ ریکارڈ آپریشنل کیا جا چکا ہے۔ 2014 تک ضلع راولپنڈی کی تمام سات تحصیلوں میں کمپیوٹرائزڈ لینڈ ریکارڈ کی خدمات کا آغاز کر دیا جائے گا۔

(ب) فی الحال ضلع راولپنڈی میں محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل شیڈول کے مطابق ہے تاہم تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے جاری کردہ ہدایات کی روشنی میں چیف سیکرٹری پنجاب اور سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کی جانب سے کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع جہلم: پٹواریوں، گرداور اور نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1088: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل و ضلع جہلم میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور اور نائب تحصیلدار تعینات ہیں؟

(ب) مذکورہ اہلکاروں کے دفاتر کس کس جگہ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس وقت مذکورہ اہلکاران کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت اس تحصیل و ضلع میں تعینات مذکورہ اہلکاران کے سرکاری دفاتر ایک ہی جگہ بنا کر دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک / مال وکالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) اس وقت ضلع جہلم میں تعینات عملہ مال کی تفصیل درج ذیل ہے:

نائب تحصیلدار	=	8
گرداور	=	17
پٹواری	=	115

(ب) نائب تحصیلداران کے دفاتر چاروں تحصیلوں میں اور پٹواریان کے دفاتر اپنے اپنے پٹوار حلقہ جات میں موجود ہیں۔

(ج) ضلع جہلم میں اس وقت 09 اہلکاران کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت انکوائری ہورہی ہے۔

(د) حکومت کی طرف سے وضع کردہ پالیسی کے تحت عملدرآمد کیا جائے گا تاہم پورے ضلع / تحصیل کے دفاتر یکجا کرنے سے عوام الناس کی مشکلات میں اضافہ ہوگا۔

- مزید برآں حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کے مکمل خاتمے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے کوشاں ہے۔
- زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ہی ریونیوڈیپارٹمنٹ سروس ڈلیوری کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت برق رفتار اور درست معلومات بابت ملکیت زمین (فردات وغیرہ) سروس سنٹرز پر دستیاب ہوتی ہیں۔
- اس ضمن میں صوبہ پنجاب میں 143 سروس سنٹرز ہر تحصیل کی سطح پر ہوں گے جن میں سے اب تک 88 سروس سنٹرز سے بعداز تکمیل خدمات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔
- 55 سنٹرز اس وقت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔
- حکومت عوام کی فلاح کے اس منصوبے کو دسمبر 2014 تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ادارے دن رات اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

ضلع لاہور:پٹواریوں اور گرداوروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1394:ڈاکٹر نوشین حامد:کیاوزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل لاہور میں محکمہ مال میں کل کتنے پٹواری اور گرداور ہیں،کب سے تعینات ہیں ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں کل کتنے پٹوار سرکل اور قانونگوئیاں ہیں اور ہر سرکل میں کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات کئے جاتے ہیں اوران کی کل سروس کتنی ہے؟

وزیر خوراک / مال وکالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور کے مہیا کردہ جواب کے مطابق تحصیل سٹی لاہور میں محکمہ مال میں اس وقت 34 پٹواری کام کر رہے ہیں اور گرداوروں کی تعداد پانچ ہے۔ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل سٹی لاہور میں کل 44پٹوار سرکل اور06 قانونگوئیاں ہیں۔ ہر پٹوار سرکل میں ایک پٹواری اور ہر قانونگوئی میں ایک گرداور تعینات کیا جاتا ہے۔ تحصیل سٹی لاہور میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی سروس 6 سے 33 سال کے درمیان ہے۔ تفصیل جھنڈی(ب) پر درج ہے، جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل سٹی لاہور میں 44 میں سے چار پٹوار سرکل زیر بندوبست اور ایک پٹوار سرکل زیر اشتمال ہے۔ پانچ پٹوار سرکل میں پٹواریوں کو اضافی چارج دیا گیا ہے۔

ضلع لاہور: محکمہ مال کی ملکیتی اراضی ودیگر تفصیلات

*1497: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال11-2010 کے دوران ضلع لاہور میں محکمہ کی ملکیتی اراضی کتنے افراد کو الاٹ / لیز یا فروخت کے ذریعے دی گئی ہے۔ ان افراد کے نام مع اراضی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) یہ اراضی کن کن افسران واہلکاران کے احکامات سے الاٹ کی گئی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر خوراک / مال وکالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) سال11-2010 کے دوران ضلع لاہور محکمہ کی ملکیتی اراضی الاٹ / لیز یا فروخت نہ کی گئی ہے لہذااس سوال کا جواب معمور / Nil تصور کیا جائے۔

(ب) چونکہ محکمہ کی ملکیتی اراضی الاٹ / لیز یا فروخت ہی نہیں کی گئی ہے لہذا اس سوال کا جواب معمور / Nil تصور کیا جائے۔

فیصل آباد: پٹوار سرکلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1564: میاں طاہر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) فیصل آباد شہر میں پٹوار سرکل کی تعداد کتنی ہے اور ان پٹوار سرکل کے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) اس وقت فیصل آباد میں کتنے پٹواری تعینات ہیں، ان کے نام، ولدیت مع عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس پٹواری کے پاس اضافی چارج ہے اور ان کو اضافی چارج دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اس وقت کس کس پٹواری کے خلاف کس کس بناء پر کہاں کہاں انکوائریاں چل رہی ہیں، ان کے نام، جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کس کس پٹواری کو سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران سزا کس کس بناء پر دی گئی تھی؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر فیصل آباد کے مہیا کردہ جواب کے مطابق فیصل آباد شہر تحصیل صدر اور تحصیل سٹی پر مشتمل ہے اور اس میں کل 80 پٹوار سرکل ہیں۔ ہر پٹوار سرکل کا آفس متعلقہ پٹوار سرکل میں ہی ہے۔

(ب) اس وقت فیصل آباد شہر تحصیل سٹی میں 17 اور تحصیل صدر میں 58 پٹواری تعینات ہیں جن کی تفصیل جھنڈی (الف) اور (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت فیصل آباد شہر تحصیل سٹی اور تحصیل صدر میں پانچ، پانچ پٹواریوں کو اضافی چارج دیا گیا ہے۔ ان کو اضافی چارج پٹواریوں کی کمی کی وجہ سے دیا گیا ہے ان کی تفصیل جھنڈی (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت فیصل آباد شہر تحصیل سٹی میں 18 اور تحصیل صدر میں پانچ پٹواریوں کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ان کی جگہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی (د) اور (ہ) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) فیصل آباد شہر میں 3 پٹواریوں کے خلاف 12-2011 اور سال 13-2012 میں سزا سنائی گئی، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام پٹواری	وجہ سزا	بحکم مجاز اتھارٹی
طاہر سلیم	بوجہ میجر پینلٹی Dismiss	
عبدالغفار	بوجہ میجر پینلٹی جبری ریٹائرڈ	
رضوان پٹواری	Dismiss Misconduct	بحکم جناب اے سی سٹی فیصل آباد

- مزید برآں حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کے مکمل خاتمے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے کوشاں ہے۔
- زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سروس ڈلیوری کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔ کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت برق رفتار اور درست معلومات بابت ملکیت زمین (فردات وغیرہ) سروس سنٹرز پر دستیاب ہوتی ہیں۔
- اس ضمن میں صوبہ پنجاب میں 143 سروس سنٹرز ہر تحصیل کی سطح پر ہوں گے جن میں سے اب تک 88 سروس سنٹرز سے بعد از تکمیل خدمات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔
- 55 سنٹرز اس وقت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔
- حکومت عوام کی فلاح کے اس منصوبے کو دسمبر 2014 تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ادارے دن رات اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

فیصل آباد: سرکاری دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1565: میاں طاہر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال کے کتنے سرکاری دفاتر فیصل آباد میں کہاں کہاں قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر کے سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان کے آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان سالوں کے دوران آمدن اور اخراجات کا آڈٹ کروایا گیا تھا تو ان کی سالانہ آڈٹ رپورٹس ایوان میں پیش کریں؟

(ہ) کیا ان سالوں میں کوئی خورد برد بھی پکڑی گئی اگر ہاں تو کس کس آفس اور کس کس مد میں پکڑی گئی؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ کلکٹر اور ایڈیشنل کلکٹر فیصل آباد کے دفاتر کے علاوہ محکمہ مال کے ماتحت اسسٹنٹ کمشنر و تحصیلدار کے دفاتر سٹی صدر، چک جھمرہ، جڑانوالہ، سمندری اور تاندلیانوالہ میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان دفاتر کی آمدنی اور اخراجات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کی آمدن کے ذرائع اشٹام ڈیوٹی رجسٹریشن فیس، CVT کورٹ فیس نقولات گورنمنٹ ڈیوز، زرعی انکم ٹیکس آبیانہ، کالونی ڈیوز وغیرہ ہیں۔

(د) آڈٹ نہ ہوا ہے۔

(ہ) ان سالوں میں کسی بھی قسم کی خورد بُرد کی نشاندہی نہ ہوئی ہے۔

ضلع فیصل آباد: تحصیل تاندلیانوالہ میں پٹوار سرکل کی تفصیلات

*1824: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ (ضلع فیصل آباد) میں پٹوار سرکل کتنے ہیں۔اس وقت اس تحصیل میں کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں، ان کے نام و پتا اور اس تحصیل میں کل سروس نیز موجودہ جگہ تعیناتی پر سروس کی تفصیل بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنے پٹواری حکومتی پالیسی کے برعکس اس تحصیل میں عرصہ دراز سے تعینات ہیں ان کے نام، جگہ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ایک پٹواری کا عموماً تعیناتی کا عرصہ ایک جگہ اور تحصیل میں حکومتی پالیسی کے تحت کتنا ہونا چاہیے؟

(د) کیا حکومت اس تحصیل میں تعینات عرصہ دراز سے تعینات پٹواریوں کو یہاں سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر، فیصل آباد کے مہیا کردہ جواب کے مطابق تحصیل تاندلیانوالہ میں کل 56 پٹوار سرکل ہیں اور اس وقت تحصیل ہذا میں 42 پٹواریاں کام کر رہے ہیں۔ ان کے

نام پتا، تاریخ و عرصہ تعیناتی اور موجودہ پٹوار سرکل ہائے میں تعیناتی کی تفصیل کی فہرست جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت کوئی پٹواری بھی حکومتی پالیسی کے برعکس تعینات نہ ہے۔

(ج) ایک پٹواری کا عرصہ تعیناتی ایک پٹوار سرکل میں عموماً تین سال ہوتا ہے اور پٹواری کی تعیناتی اندر تحصیل ہی ہوتی ہے۔

(د) پٹواری کی اسامی تحصیل کیڈر کی ہے اس لئے کسی پٹواری کو دوسری تحصیل میں ٹرانسفر نہیں کیا جاتا متعلقہ تحصیل کے پٹوار سرکل میں ہی پٹواری کی ٹرانسفر ہو سکتی ہے۔

- مزید برآں حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کے مکمل خاتمے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے کوشاں ہے۔
- زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سروس ڈلیوری کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔ کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت برق رفتار اور درست معلومات بابت ملکیت زمین (فردات وغیرہ) سروس سنٹرز پر دستیاب ہوتی ہیں۔
- اس ضمن میں صوبہ پنجاب میں 143 سروس سنٹرز ہر تحصیل کی سطح پر ہوں گے۔ جن میں سے اب تک 88 سروس سنٹرز سے بعد از تکمیل خدمات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔
- 55 سنٹرز اس وقت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔
- حکومت عوام کی فلاح کے اس منصوبے کو دسمبر 2014 تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ادارے دن رات اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ شکر ہے کہ آپ آ گئے ہیں۔ آپ کتنے دن بعد آج تشریف لائے ہیں؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں روزانہ آتا ہوں لیکن آپ کی نظر ہی اِدھر نہیں پڑتی۔

جناب سپیکر: یہ نظر تو سب کو دیکھتی ہے ماسوائے آپ کے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اِدھر ہی بیٹھتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ یہاں ہوں تو کیسے نظر نہ آئیں؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں کل بھی اِدھر ہی تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

پاکستان میں کرپشن میں کمی کے حوالے سے ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ پر پاکستانی قوم کو مبارکباد کا پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے Transparency International کی جو تازہ رپورٹ آئی ہے اس بارے میں حکومتِ وقت اور پوری پاکستانی قوم کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے مسائل میں گھرے ہوئے پاکستان میں ہم نے positive چیز کی طرف سفر شروع کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ Transparency International پوری دنیا میں recognized ہے جو کرپشن کے حوالے سے اپنی پوری رپورٹ تیار کرتی ہے جس کو USA, England اور UK یعنی ہر جگہ مانا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: انگلینڈ UK کو ہی کہتے ہیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس رپورٹ کو کچھ لوگوں نے پڑھے بغیر ٹی وی چینلز پر آکر اور مختلف اخبارات میں انٹرویو دے کر اس کو undermine کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ یہ حکومتِ وقت کو credit نہ جائے۔ میں آپ کے توسط سے اُن لوگوں سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر پاکستان کی طرف کوئی اچھا ہوا کا جھونکا چلا ہے، پاکستان کا image بہتر ہونا شروع ہوا ہے، پاکستان پر دہشت گردی یا دوسرے جو الزامات لگائے جاتے رہے ہیں جو ہمیں ورثے میں ملے ہیں ان حالات میں اگر ایک Transparency International کے حساب سے 10 فیصد کرپشن کم ہوئی ہے تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ پچھلے تیرہ چودہ سال میں پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی سے بھی زیادہ کرپشن رہا ہے۔ میں یہاں آپ کو اور پوری قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان لوگوں سے بھی کہتا ہوں جو ٹی وی چینلز پر آکر اس چیز کو undermine کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ وہ بھی پاکستانی ہیں۔ اگر پوری دنیا میں پاکستان کا image بن رہا ہے تو ان کو بھی خوش ہونا چاہئے اور ان لوگوں کو حکومت کے پیچھے چلنا چاہئے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم صاحب!آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں، خیریت ہے؟
مخدوم ہاشم جواں بخت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔ میں بھی اس Transparency International کی رپورٹ پر اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ صرف internallyنہیں بلکہ foreign investorsبھی اس کو بڑے غور سے دیکھتے ہیں۔ پاکستان کی سال 2012 میں ratingبارہ positionsاوپر گئی ہے یہ impression of corruptionکو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے اور اس میں International Multilateral Agenciesجن میں ورلڈ بنک اور ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک شامل ہیں تو اُن سے بھی اس میں inputلی جاتی ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ ہمارے investment climateکو باہر کے investorsبھی دیکھیں گے کیونکہ investment میں ایک بہت بڑا مسئلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ investorsیہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس ملک میں اگر ہم کام کرنے جا رہے ہیں تو ease of businessکتنی ہے؟اس improvementسے جو اس حکومت نے اپنی zero tolerance of corruptionکی پالیسی پچھلے ادوار کے مقابلے میں رکھی ہے یہ foreign direct investmentکی طرف ہمارے ملک کو لے کر جا رہی ہے۔
جناب سپیکر: کیا آپ لوگ کسی کی بات نہیں سننا چاہتے؟اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی موجود ہے وہاں پر تشریف لے جائیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں لیکن آپ ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن ہی نہیں رہے۔آپ پر بڑا افسوس ہے۔اگر اب ایسے ہوا تو مجھے نکالنا ہی پڑے گا۔ جی، مخدوم صاحب!
مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر!میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس حکومت کی zero tolerance policyکی وجہ سے ہی اس سال ہم بارہ positions jumpکرکے اب 127نمبر پر آئے ہیں۔ میری اس ایوان سے یہی التجاء ہے کہ ہمیں ایسی positive خبر کو promoteکرنا چاہئے بجائے کہ criticizeکرنا چاہئے۔ ہم ایک اچھی سمت میں چل رہے ہیں اور اس ایوان کے اندر آنے والا Right of Information Billبھی ہمیں آگے لے کر جائے گا۔
جناب سپیکر: اب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کتنا ٹائم لیں گے؟ مہربانی کریں۔
مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر!میں اختتام پر پہنچ رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ اس ایوان میں جو Right of Information Billآنے والا ہے وہ بھی اس کو مزید آگے لے کر جائے گا اور ہماری ratingمزید بہتر ہو گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔بہت مہربانی۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔جی، آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر آ جائیں۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! میں Transparency International کی اسی رپورٹ کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔قائد اعظم نے بھی کرپشن کو پاکستان کے لئے ایک ناسور قرار دیا تھا لیکن بد قسمتی کے ساتھ ساٹھ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود پچھلے سال تک دنیا کی most corrupt nations میں ہمارا شمار ہوتا تھا۔ کل جو رپورٹ Transparency International نے announce کی ہے اس میں یہ پہلی دفعہ قوم کو ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا پہنچا ہے جس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ پاکستان میں پچھلے ایک سال میں موجودہ حکومت کے دوران کرپشن کا کوئی بھی mega scandal سامنے نہیں آیا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو بے روزگاری، یہ جو inflation، یہ جو لوڈ شیڈنگ ہے تو ان سب مسائل کی rout cause اور ماں کرپشن ہے اور آج اس حکومت کے اقدامات کی وجہ سے zero tolerance against corruption نے اس قوم کو اس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ جہاں ہم یہ سوچ سکتے ہیں کہ یہ قوم اب ترقی کی طرف آگے بڑھے گی، دیانتداری کی طرف آگے بڑھے گی اور اس قوم کا مستقبل روشن ہو گا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! میں اس رپورٹ میں آپ کو، اس ایوان کو، پنجاب حکومت کو اور وفاقی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: پاکستان کی عوام کو بھی مبارکباد۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں اسی بات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ یہی وہ indication ہے جس کی وجہ سے ماشاء اللہ کل یورپی یونین کا ٹریڈ ونگ یہاں تشریف لایا اور اس نے اس بات کا عزم کیا ہے

کہ وہ پاکستان میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہے جو کہ بڑا ہی خوش آئند اقدام ہے جس پر پوری قوم کو مبارک ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یا اللہ خیر، اللہ اکبر۔ جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گا کہ Transparency International نے جو بات کر دی ہے یقیناً ہماری قوم کے لئے اور ہم سب کے لئے ایک قابل فخر بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے بھی آج اخبار میں پڑھا ہے اور مجھے بھی خوشی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس ملک کو کرپٹ ترین کیوں قرار دیا گیا۔ جب پاکستان سٹیل مل hand over ہوئی تھی تو 22۔ارب روپے تھا اور جب یہ دور ختم ہوا تو negative میں تھی۔ اسی طرح رینٹل پاور کا منصوبہ تھا، اسی طرح ریکوڈک کا منصوبہ تھا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میٹرو بس کے منصوبہ پر شکایت ہوئی تو Transparency International نے اس بات کی ضمانت دی کہ ہم نے اسے چیک کر لیا ہے اور اس میں zero corruption ہے۔ میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ جن لوگوں کے پاس کرپشن کا پیسا ہے تو جب ہم سب مسلمان ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ قرآن پاک کا ہر لفظ سچا ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ "دیکھو تم کثرت کی حرص میں پڑے رہے اور ایک دن قبر میں اتر گئے"۔ سیاست سے حرام کا پیسا کمایا ہوا کبھی ان کے کام نہیں آئے گا۔ یہ ملک 10 لاکھ شہداء نے بنایا تھا اور آج اگر موجودہ حکومت نے یہ کام کیا ہے تو ان شہداء کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو اس ملک کو بنانے میں شہید ہو گئے۔ یہ حکومت جس طرف اب چلی ہے اور اگر foreign investor اس میں واقعی آ گیا۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ کرے اور زیادہ آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کو یہ تہیہ کرنا چاہئے کہ وہ کسی level پر بھی کرپشن کو برداشت نہ کرے چاہے اس کے اندر اس کا قریب ترین عزیز ہو یا وہ خود اس میں involve ہو تو تبھی ہم نیک نامی پائیں گے انشاء اللہ۔ میاں محمد نواز شریف صاحب کی جو پالیسی ہے، اگر یہی پالیسی چلتی رہی تو آپ دیکھیں گے کہ foreign investment بھی ہو گی اور یہ ملک انڈسٹری کے نقطہ نظر سے بہت آگے جائے گا۔ شکریہ

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مغل صاحب! آپ کو کیا ہوا۔ خیریت ہے؟

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! اسی حوالے سے اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی دو منٹ بات کر لوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی بول لیں لیکن وقت کا ذرا خیال کریں کیونکہ اس کے بعد اور بھی کام کرنے ہیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بڑی مدت کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب سردی کا موسم بھی ہے ذرا اس کا خیال کریں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! سردی آجائے تو اچھا ہے۔ ٹھنڈی ہوا کا یہ خوشگوار جھونکا آیا ہے کہ پاکستان کے متعلق جہاں ہر وقت دہشت گردی اور دیگر مختلف خرابیوں کی بات ہوتی ہے اور اخبارات کے اداریے اور صفحات کے علاوہ عالمی سطح پر بھی تبصرے اس کے خلاف چلتے ہیں۔ یہ ایک موقع آیا ہے کہ انہوں نے کچھ point raise کئے ہیں۔ عالمی سطح پر یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ پاکستان کا گراف بندوبست اور ایڈمنسٹریشن کے حوالے سے بہتر ہوا ہے اور یہاں کرپشن میں کمی آئی ہے۔ ریلوے کا سسٹم بالکل متروک ہو چکا ہے، ریلوے لائنوں پر گاڑیاں چلتی نظر نہیں آتی تھیں اور یہ قصہ پارینہ بن چکا تھا لیکن آج وہ alive ہوتا نظر آرہا ہے۔ آج پی آئی اے جمہوریہ چیک، ترکی اور دیگر ممالک سے جہاز کرائے پر لے کر مسافروں کو زیادہ سے زیادہ accommodate کرنے کا بندوبست کر رہی ہے۔ آج مزید جہاز arrange کرنے کا پروگرام ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ساری پالیسی پیش کرنے کی بجائے آپ مہربانی کر کے اسے wind up کریں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جس محنت، تگ و دو اور جدوجہد کے ساتھ مرکز میں اور صوبہ پنجاب میں کوششیں ہو رہی ہیں وہ انشاء اللہ کامیاب ہوں گی۔۔۔

جناب سپیکر: سارے پاکستان میں ہو رہی ہیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! حکومت کے ان اقدامات سے کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ رانا صاحب! میں اپوزیشن بنچوں پر دیکھتا ہوں تو ادھر کوئی بھی نہیں ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کا مسئلہ یہ ہے کہ جب اجلاس نہ بلایا جائے تو یہ کہتے ہیں کہ اجلاس بلائیں۔ ہم اجلاس نہ بلانے کے خلاف احتجاج کریں گے اور جب اجلاس بلاتے ہیں تو پھر یہ احتجاج یا بائیکاٹ کر کے اجلاس بلانے کے فیصلے کے خلاف باہر سیڑھیوں پر جا کر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: صبح تو میں نے انہیں دیکھا تھا اور میرے پاس چار پانچ ممبران بھی آئے تھے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ان کے اس روّیے کو ہم کہیں کہ یہ ڈرامہ کر رہے ہیں تو پھر یہ اس کا بُرا مانتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہیں بلانا چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے کل بھی منسٹرز صاحبان کو بھیجا تھا اور آپ اب بھی ایک کمیٹی بنائیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں ویسے ہی سیڑھیوں اور سڑکوں پر بیٹھنے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن یہ جائیں اور جا کر انہیں منا کر لے آئیں کیونکہ ہم نے اجلاس انہی کے مطالبے پر بلایا تھا۔ جہاں تک ان کا اس بات پر اعتراض ہے کہ ان کے "ڈرون دھرنے" کو کل یہاں پر "ڈرون ڈرامہ" کہا گیا تو یہ usual اور common لفظ ہیں جو کہ استعمال ہوتے رہے ہیں۔ ان میں کوئی نازیبا یا غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں۔ انہیں چاہئے کہ پارلیمانی روایات کو دیکھیں، حوصلے سے کام لیں، اس معزز ایوان میں آ کر بیٹھیں۔ یہاں بیٹھ کر اپنا مؤقف بیان کریں۔ وہ ثابت کریں کہ کس طرح سے ان دھرنوں سے ڈرون حملے روکے جا سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: راجہ اشفاق سرور صاحب! ملک ندیم کامران صاحب۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں تو کل بھی گیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، کل کی بات چھوڑیں اور آج کی بات کریں۔ آپ کے ساتھ ارشد لودھی صاحب بھی جائیں گے جبکہ کنول نعمان صاحبہ بھی ان کے ساتھ جائیں گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی شروع اور ابھی ختم۔ یہ مبارک اور سلامت کی بات کو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا قرار دیتے ہیں جو کہ ہماری قیادت تک محدود ہے۔ No corruption کی جو رپورٹ آئی ہے وہ درست ہے جس پر میں اپنی قیادت اور اس معزز ایوان کو مبارکباد دیتا ہوں لیکن جہاں تک اداروں کا تعلق ہے تو وہاں پر کوئی کام از خود نہیں ہوتا۔ لوگ سفارش ڈھونڈتے ہیں یا رشوت لے کر ٹاؤٹ وغیرہ ڈھونڈتے ہیں تب جا کر لوگوں کے کام ہوتے ہیں۔ ادارے کرپشن سے پاک صاف ہرگز نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ "کدی تے چنگی گل پوری طرح کر لیا کرو" تہاڈی مہربانی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے یہ تحریک استحقاق پڑھوانے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ پارلیمانی روایات کے مطابق اپوزیشن ہمیشہ بائیکاٹ کرنے کے بعد گیلری یا اسمبلی چیمبرز میں بیٹھتی ہے جہاں پر ہمیشہ منسٹرز صاحبان یا کمیٹی کو انہیں منانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کبھی سڑکوں اور چوراہوں پر جا کر اپوزیشن بیٹھتی ہے اور نہ ہی وہاں پر کمیٹیاں بھیجی جاتی ہیں۔ آگے آپ جو مناسب سمجھیں وہ فیصلہ فرما دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ اچھا نہیں لگے گا۔ جائیں جی، آپ خوبصورتی کا ثبوت دیں۔

(اس مرحلہ پر ملک ندیم کامران، جناب ارشد خان لودھی، راجہ اشفاق سرور اور محترمہ کنول نعمان پر مشتمل کمیٹی اپوزیشن کو منانے کے لئے معزز ایوان سے باہر تشریف لے گئی)

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چودھری اقبال صاحب کو بھی بھجوا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، چودھری اقبال صاحب کو آج رہنے دیں۔ اگر میں نے بھیجنا ہوتا تو انہیں بھیج دیتا۔ جی، محمد ثقلین انور سپرا کی تحریک استحقاق نمبر 11 ہے کیا یہ پڑھی جا چکی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس تو مجھے ابھی موصول ہوا ہے لیکن ابھی یہ پڑھی نہیں گئی ہے۔

جناب سپیکر: ثقلین صاحب! اس کو پڑھ دیں۔

چوکی مکھیانہ تھانہ صدر جھنگ کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔اکتوبر 2013 کو میرے حلقے کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ چوکی انچارج مکھیانہ تھانہ صدر جھنگ سے بات کریں کہ ہم بے گناہ ہیں لیکن وہ ہم سے زیادتی کر رہا ہے۔ چونکہ میرے فرائض منصبی میں شامل ہے کہ عوام کے جو جائز مسائل ہیں ان کے حل کے لئے کوشش کروں۔ میں نے چوکی انچارج مکھیانہ (ارباب سمیجہ SI) کے ذاتی نمبر 0345-6733559 پر فون کر کے اسے کہا کہ یہ بندے آپ کے پاس آرہے ہیں آپ ان کی بات سن لیں اگر یہ بے گناہ ہیں تو ان کو چھوڑ دیں اور اگر گنہگار ہیں تو پھر آپ کارروائی کریں۔ اس نے کہا کہ ان کو میرے پاس چوکی بھیج دیں جب وہ بندے چوکی پہنچے تو چوکی انچارج نے انہیں بغیر سنے حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے دن مورخہ 12-10-2013 کو ان کے لواحقین نے مجھ سے رابطہ کیا کہ چوکی انچارج نے ہماری بات سننے کی بجائے ہمیں حوالات میں بند کر دیا ہے۔ میں نے چوکی انچارج کو تین بار فون کیا لیکن اس نے ہر بار مجھے یہی کہا کہ وہ بندے تو میرے پاس آئے ہی نہیں ہیں حالانکہ اس وقت بھی وہ بندے حوالات میں بند تھے۔ مورخہ 13-10-2013 کو حلقے کے کچھ اور لوگ کام کے سلسلے میں میرے پاس آئے تو میں نے پھر اسے فون کیا۔ پہلے تو اس نے میرا فون سنا نہیں پھر 4 بج کر 8 منٹ پر اس نے میرا فون attend کیا۔ میں نے اسے کہا کہ جب سے آپ اس چوکی میں تعینات ہوئے ہیں میں نے آپ کو تین یا چار کاموں کے لئے فون کیا ہے لیکن آپ کا روّیہ مناسب نہیں ہوتا۔ میں نے جو پرسوں فون کیا اور بندے بھیجے تو آپ نے انہیں حوالات میں بند کر دیا لیکن مجھے ابھی تک آپ یہی کہہ رہے ہیں کہ میں نے حوالات میں بند نہیں کئے آپ کو مجھ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔ پھر 4 بج کر 10 منٹ پر موصوف سب انسپکٹر چوکی انچارج کا مجھے فون آیا اور کہا کہ آپ مجھے ایم پی اے ہونے کا رُعب نہ دیں آپ کو سمجھ جانا چاہئے تھا کہ جب آپ نے بندے بھیجے اور میں نے انہیں بند کر دیا تو آپ کو مجھے کسی سلسلے میں فون کرنا ہی نہیں چاہئے تھا اگر آپ میں اتنی طاقت ہے تو میرے خلاف کوئی action لے لیں اور

ساتھ ہی فون بند کر دیا اور وہاں پر جو بندے گئے ہوئے تھے ان کے ساتھ انتہائی بدتمیزی کی ان کو غلیظ گالیاں دیں۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، اپنی تحریک پڑھیں۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا: ان کو غلیظ گالیاں دیں اور انہیں کہتا رہا کہ آپ نے اور آپ کے ایم پی اے نے میرا جو کچھ بگاڑنا ہے بگاڑ لے اور انہیں دھکے دے کر وہاں سے نکال دیا۔ پھر اس کا غصہ یہاں بھی ٹھنڈا نہیں ہوا بلکہ اس نے میرے خلاف رپٹ درج کی کہ میں نے اسے گالیاں دی ہیں اور میں چوروں کی سفارشیں کرتا ہوں۔ ہمیں عوام نے منتخب کر کے اس مقدس ایوان میں بھیجا ہے کہ ہم ان کے حقوق کا تحفظ کریں اور ان کے جائز مسائل حل کرانے کی کوشش کریں۔ ایسے لوگ جو عوام کے ٹیکسوں پر ہی پلتے ہیں اور حکومت نے انہیں ذمہ داریاں دی ہیں کہ وہ عوامی مسائل حل کریں لیکن ان کا عوام کے ساتھ اور عوامی نمائندوں کے ساتھ اس طرح کا انتہائی ہتک آمیز روّیہ ناقابل قبول ہے۔ مذکورہ چوکی انچارج نے نہ صرف ٹیلی فون پر بدتمیزی کی بلکہ اس نے میرے خلاف رپٹ درج کر کے اور اس رپٹ میں جو بے بنیاد اور سراسر غلط الزامات لگائے ہیں ان سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! ان کے خلاف رپٹ بھی درج کی گئی ہے ذرا اس بات کو سوچیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس کا آج ہی نوٹس موصول ہوا ہے اس کو next week تک pending فرمادیں۔

MR SPEAKER: Next week is too far.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ اگر واقعی اس نے رپٹ درج کی ہے اور ان contents کا اس کے پاس کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہوگا تو پھر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ استحقاق کمیٹی اپنا procedure adopt کرتے ہوئے ایک مہینے بعد یا دو مہینے بعد اس کا کوئی فیصلہ کرے لیکن اس کا جواب لینے کے بعد میں ڈی پی او جھنگ سے کہوں گا کہ اس کے خلاف فوری محکمانہ کارروائی کرے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: اس کو next week تک pending کرتے ہیں۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر! میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ تحریک 22۔اکتوبر کو جمع کروائی تھی اور میرے ذہن میں اس وقت یہی بات تھی کہ جب میں اس تحریک کو اسمبلی کے floor پر لے کر آؤں گا تو لامحالہ میرے ساتھ ایسی ہی بات کی جائے گی کہ "چونکہ یہ تحریک آج پیش کی گئی ہے ہمارے پاس وقت نہیں تھا ہم اس کا جواب نہیں دے سکے تو ہمیں مناسب وقت دیا جائے تاکہ ہم اس کا جواب لے کر آئیں۔" اب ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے اور یہ جہاں پر تھی آج تک وہیں پر موجود ہے۔ اس پر آج تک اسمبلی نے جواب دینا پتا نہیں کیوں نہیں مناسب سمجھا۔ میں الحمدللہ تیسری دفعہ مسلسل ایم پی اے آ رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔۔۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر! میری ایک سیکنڈ گزارش سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کی وکالت خود کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس ایوان کا تیسری بار ممبر بنا ہوں اور آپ میرا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ میں نے کتنی تحاریک استحقاق یہاں پر پیش کی ہیں؟ یہ تحریک استحقاق شاید پہلی یا دوسری ہوگی۔ میں انتہائی genuine ground اور reason کے ساتھ یہاں پر آیا ہوں میرے ساتھ سخت زیادتی ہوئی ہے۔ مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں ایک سب انسپکٹر کے خلاف یہاں بات کروں، آپ مہربانی کریں اور اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر: ہم سب آپ کے ساتھ ہیں don't worry about this

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر! پھر آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا جو حقیقت ہوگی وہ سامنے آ جائے گی۔

جناب سپیکر: یکطرفہ بات مناسب نہیں لگتی، آپ ذرا تشریف رکھیں اور اس کا جواب آنے دیں۔ یہ next week تک pending ہوئی ہے انشاء اللہ ٹھیک ہی ہوگا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اور آپ نے ممبران کی عزت اور وقار کے لئے ہمیشہ مہربانی کی ہے لیکن میں آج اس تحریک استحقاق کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اسی تحریک کے بارے میں؟

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ میں generally عرض کرنا چاہتا ہوں کہ rules اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جب کوئی ممبر کسی کے خلاف آپ کے پاس تحریک استحقاق پیش کرتا ہے تو آپ خود اس شخص کو فوری طور پر call کر سکتے ہیں۔ میں یہ rule-3 پڑھ دیتا ہوں۔۔

MR SPEAKER: None can be contempt ---

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں، یہ پورے ایوان کی عزت کا معاملہ ہے اور مجھے تھوڑی سی رعایت دے دیجئے کیونکہ آج میرا گلا ٹھیک نہیں ہے اس لئے میری بات کو سن لیجئے۔ الحمدللہ میرے ساتھ تو کبھی ایسا نہیں ہوا اور اگر کوئی میرے ساتھ misbehave کرے گا تو میں خود ہی اُس کو کہیں پہنچا دوں گا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو ممبران کے ساتھ ہو رہا ہے، پولیس ہو یا کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ہو جب اس کے خلاف کوئی بھی تحریک آپ کے پاس آتی ہے تو آپ کے پاس اختیار ہے کہ آپ اس کو 24 گھنٹوں میں بلا سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات تو سنیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

SHEIKH ALA-UD-DIN: The Speaker may if he is satisfied about the urgency of the matter…

MR SPEAKER: This is "may" not "shall".

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! "may" کے اوپر ہی بات کر رہا ہوں، میں تو کہہ ہی نہیں رہا۔ میں تو آپ کے اختیار کو salute کرتے ہوئے کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔ ایوان کے ممبران اسی طرح ذلیل و خوار اور شرمندہ ہوں گے۔ آپ اس کو 24 گھنٹے کے اندر بلائیں، آپ کے پاس اختیار ہے اور بلا کر کہیں کہ "تمھاری ایسی کی تیسی" (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، میں نے آرڈر کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: کہ تم میرے ممبر کے ساتھ کر کیا رہے ہو۔۔۔

MR SPEAKER: This order is passed now. Thank you very much.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: بس! آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہاں، آپ مجھے آج کہہ دیں کہ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ آپ کو ہماری عزت کا پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، کیوں نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تو پھر آپ اپنے اختیارات استعمال کریں۔ چار چار مہینے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ میں نے پہلے ان کو کہا تھا، انہوں نے کہا کہ نہیں جی، میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں آنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اپنے چیمبر میں سب کچھ کر سکتے ہیں۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بات سنیں، اس بات کو چھوڑیں۔ اب ruling آ چکی ہے آپ مہربانی کریں۔ بہت شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 553/13 ڈاکٹر نوشین حامد کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 558/8 ہے اس کو پڑھ دیں۔

لاہور میں نام نہاد حکماء کا ہربل اور یونانی ادویات کی آڑ میں Steroids ملی ادویات کا فروخت کرنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں نام نہاد حکماء ہربل اور یونانی ادویات کی آڑ میں steroids ملی دوائیاں فروخت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک واقعہ جو بند روڈ لاہور پر رونما ہوا ہے جس میں ایک جعلی پیر صاحب حکیم کی شکل میں 25 بیڈ کا ہسپتال چلا رہے تھے اور حکومت کے کسی محکمہ نے عرصہ دراز سے جاری ہسپتال کو بند کرایا اور نہ ہی اُس پیر حکیم کو پکڑا۔ ہسپتال سے بے شمار خطرناک ادویات اور سرجیکل آلات برآمد ہوئے۔ نام نہاد حکیم پیر آصف آسیب اتارنے کا دھندہ بھی کرتا تھا۔ المیہ تو یہ ہے کہ آج ایسا کوئی ٹی وی چینل نہ ہے جو پرائم ٹائم میں سلمان دواخانہ، سیف دواخانہ، شاہنواز دواخانہ، سردار خالصہ یونانی دواخانہ، چھوٹے حکیم صاحب اور بڑے حکیم صاحب وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام دواخانے دنیا کے ہر مرض کا علاج منٹوں میں کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں جن میں مردانہ و زنانہ کمزوری کا علاج بھی کیا جاتا ہے۔ ان دواخانوں میں کون سی ادویات فروخت ہو رہی ہیں کچھ معلوم نہ ہے۔ Steroids کے ساتھ ساتھ ایسی ادویات جو اچانک kidney اور heart failure کا باعث بن رہی ہیں اور عوام کا کوئی پرسان حال نہ ہے۔ ان دواخانوں کے منافع کا اندازہ ان کے اشتہارات سے لگایا جا سکتا ہے۔ آخر جب کروڑوں کے اشتہارات ہوں گے تو آمدن بھی اربوں میں ہو گی اور یہ صرف جنسی ادویات سے ہی ممکن ہے۔ موت بیچنے والے ان دواخانوں اور پیروں کے خلاف سخت اقدامات ہونے چاہئیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس میں تھوڑی سی جعلی پیر کی ترمیم کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پیر سارے ہی جعلی ہوتے ہیں۔

MR SPEAKER: No, don't say like this.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ چلے گئے جن کے پاس تصوف تھا، وہ اس دنیا میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں، بس ایک آدھ ہوں گے یا پھر آپ کا پیر اچھا ہو گا۔

MR SPEAKER: I disagree with you.

جعلی جو بنتے ہیں وہ جعلی ہی ہوتے ہیں۔ پیر صاحبان تو پیر صاحبان ہی ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! جواب پڑھیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے اس بارے میں بڑی اہم تحریک پیش کی ہے۔ اس کی رپورٹ عرض ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ صحت لاہور کی ٹیمیں یونانی، انگریزی اور ہومیوادویات کا کاروبار کرنے والوں کی مسلسل چیکنگ کرتی رہی ہیں اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ سال 2013 کے دوران کل 8912 دکانوں کو چیک کیا گیا اور ان میں 533 دکانوں کے خلاف cases بنائے گئے کل 165 دکانوں کو سیل بھی کیا گیا۔ محکمہ صحت لاہور کی ٹیموں نے بلاامتیاز کارروائی کرتے ہوئے چھوٹے بڑے غیر قانونی حکیموں عطائی ڈاکٹروں اور میڈیکل سٹوروں جو غیر معیاری ادویات کے گھناؤنے دھندے میں ملوث افراد کے خلاف کریک ڈاؤن جاری رکھا ہوا ہے تاکہ معاشرہ کے ناسوروں کو قرار واقعی سزا دی جاسکے۔ اس ضمن میں محکمہ صحت لاہور ان نیم حکیموں، جعلی پیروں اور عطائی ڈاکٹروں کے خلاف سخت کارروائی کرتے ہوئے ان کے خلاف متعلقہ پولیس سٹیشن پر مقدمات درج کرائے، ڈرگ ایکٹ کے تحت ان کے چالان، ان کی دکانوں اور ہسپتالوں کو سیل بھی کیا گیا اور اس کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے۔ حکیم آصف کے دواخانہ بنام الحان عنایت فاؤنڈیشن، مہر یونانی ہاسٹل اینڈ ریسرچ سنٹر واقع بند روڈ یتیم خانہ چوک کے بارے میں عرض ہے کہ مذکورہ دواخانہ 30-08-13 کو معائنہ کیا گیا اور ہسپتال کو ڈرگ ایکٹ کے 1976 کی دفعہ 24 خلاف ورزی کرنے اور بغیر لائسنس اور بغیر وارنٹی ادویات رکھنے کے جرم میں فوری طور پر سر بمہر کر دیا گیا اور کیس کو ڈسٹرکٹ کوالٹی کنٹرول بورڈ کو بھیج دیا گیا ہے۔ مزید برآں ملزم حکیم آصف کے خلاف تھانہ شیرا کوٹ میں ایف آئی آر بھی درج کروائی گئی ہے بعد ازاں ڈرگ کورٹ لاہور نے درخواست نمبر 5913/126 کے تحت ہسپتال کو ڈی سیل کر دیا۔ ڈسٹرکٹ کوالٹی کنٹرول بورڈ نے اپنی میٹنگ میں مورخہ 30-11-13 کو حکیم آصف کے کیس کو prosecute کر دیا ہے تاکہ معزز عدالت ملزم کے خلاف کارروائی کر سکے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں! یہ تو بات مان لی گئی کہ واقعی۔۔۔

جناب سپیکر: بہت اچھے، شاباش، میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری شاباش کی اور بھی ایک بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ پاکستان ان 12 ملکوں میں شامل ہو گیا ہے جن میں ایڈز ہے اور یہ ان حکیموں کی وجہ سے ہے۔ یہاں پر نان رجسٹرڈ میڈیسن بک رہی ہے۔

جناب سپیکر! جب میں اور آپ جا کر افسوس کرنے جاتے ہیں کہ فلاں مر گیا تو وہاں جو باتیں ہوتی ہیں وہ میں منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ میں اور آپ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور وہاں لوگ کہتے ہیں کہ "جنتی سی راتی اک وجے تک ٹھیک گلاں کر رہیا سی" کوئی نہیں کہتے کہ اس نے حکیم کی دوائی کھائی ہے اور مر گیا۔ خدا کی قسم یہ روزانہ ہو رہا ہے۔ ہم بھی وہاں افسوس کر کے آجاتے ہیں حکومت کو چاہئے کہ ان کی تمام دوائیوں کو پکڑے، کوئی جنسی دوائی ایسی نہیں ہے جس کے negative effects نہ ہوں۔ لوگ مر رہے ہیں اور لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! اس پر پورا action لیں۔ یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ نگہت شیخ صاحبہ! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 576/13 آپ کی طرف سے ہے۔

لاہور میں مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کا مسکن کھنڈر میں تبدیل

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "نوائے وقت" کی ایک رپورٹ کے مطابق قوم کے لئے گھر کا خواب دیکھنے والے "علامہ اقبالؒ" کا مسکن کھنڈر بن گیا۔ تفصیل یوں ہے کہ مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے اپنی وفات سے 13 برس قبل تک جس عمارت کو اپنی فکری، ادبی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بنائے رکھا وہ عمارت آج کھنڈر کا منظر پیش کر رہی ہے۔ جس کمرے میں تحریک پاکستان کے نامور رہنما علامہ اقبالؒ کے ساتھ گھنٹوں پاکستان کی فکر اور ایک الگ اسلامی ملک کے خدوخال زیر بحث لاتے تھے وہ کمرہ آج ویران ہے۔ حکومت پاکستان نے 1958 میں اس بلڈنگ کو اپنی تحویل میں لے کر عمارت کو محفوظ بنا دیا مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ بلڈنگ محفوظ ہے اور نہ ہی اس حالت میں کہ پاکستان کی نسل نو اور غیر مسلموں کو دکھائی جا سکے کہ مفکر پاکستان کہاں بیٹھ کر الگ پاکستان کا خواب بنتے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے 1922 سے 1935 تک اس

عمارت کو اپنا مسکن بنائے رکھا اور چار کنال رقبہ پر محیط یہ عمارت اس دور میں لاہور کے گورنر ہاؤس کے بعد ایسی بلڈنگ تھی جہاں سیاسی، فکری اور ادبی علماء علامہ اقبالؒ کے ساتھ نشستیں کرتے تھے۔ "زمیندار" اور انقلاب اور بعد ازاں "کوہستان" اور "چٹان" جیسے صحافتی اداروں کے جلو میں اس بلڈنگ سے تحریک پاکستان کے زعماء کی یادیں جڑی ہوئی ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے خادم خاص علی بخش بھی اس عمارت میں نہ صرف ان کے ساتھ رہتے تھے بلکہ ان کے لئے ایک کمرہ بھی مخصوص تھا اس کا بھی حال باقی عمارت جیسا خستہ ہے۔ اس بلڈنگ پر اقبال اکیڈمی قائم کی گئی تھی جو بعد ازاں ایک پرشکوہ عمارت میں منتقل ہو گئی مگر آج صرف اقبال اکیڈمی کا بورڈ آویزاں ہے مگر اب یہاں اقبال کی اور ان پر لکھی کتابوں کا سیل ڈپو بنا دیا گیا ہے۔ 1958 میں عمارت کو محفوظ کرنے کے بعد حق تو یہ تھا کہ اس قومی ورثہ کو خوبصورت بنا کر نئی نسل اور غیر ملکیوں کے لئے قابل دید بنایا جاتا تاکہ علامہ اقبالؒ کے افکار اور سرگرمیوں سے آگاہی مل سکتی مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج اگر اس بلڈنگ کو کوئی دیکھنا چاہے تو ڈھونڈنا ممکن ہی نہیں ہے، ڈھونڈ لے تو اس کی حالتِ زار پر افسوس کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس بلڈنگ تک جانے کے لئے ایک ٹوٹی ہوئی گلی میں موٹر سائیکل کی کئی ورکشاپس اور فرنیچر بنانے کی دکانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر بارش ہو تو پھر اس قومی ورثہ کی عمارت میں جانے کا کوئی راستہ نہیں رہتا۔ 1989 میں عمارت کی مخدوش صورتحال کے پیش نظر اس کی چھتیں تبدیل کی گئیں مگر باقی مخدوش ہو چکی ہیں۔ آج یہاں پر اقبال اکیڈمی کی کتابوں کا سیل ڈپو ہے اور ہم اقبالؒ کے افکار اور حالات پر مبنی کتابیں پوری دنیا میں پہنچا رہے ہیں۔ یہاں اقبالؒ پر لکھی گئی کتابیں تقریباً بتیس زبانوں میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس تاریخی عمارت کو محفوظ کر کے نئی نسل اور سیاحوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے کیونکہ جو قومیں اپنی تاریخ اور قومی ورثہ کی حفاظت نہیں کرتیں وہ ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوتیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری بہن محترمہ نگہت شیخ نے انتہائی اہمیت کی حامل تحریک پیش کی ہے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ مجھے next week تک موقع دے دیں تاکہ ہم اس کا detailed جواب منگوالیں اور جو بھی اقدامات کریں ان کو بتا سکیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 586 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں

ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر588 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر591 میاں محمود الرشید کی طرف سے ہے۔اب کیا کیا جائے ؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!جو باقیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:جی، میاں محمود الرشید!۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے یا تو وہ کسی کو کہہ جاتے تو میںpending کر دیتا۔مجھے تو پتا ہی نہیں ہے کہ آج اُن کو کیا ہوا ہے ؟ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر594 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر598 ڈاکٹر مراد راس کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر602 میاں محمود الرشید، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 606 سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ جیّدہ خالد خان کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر609 ڈاکٹر مراد راس، ڈاکٹر نوشین حامد کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 610 محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر611 میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔کیا کیا جائے، میرے خیال میں انتظار کرنا چاہئے ؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر:نہیں، آپ تو چاہیں گے کہ dispose of کر دوں لیکن ایسے ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، جتنا ٹائم ہے اس کے مطابق میں کروں گا باقی میں pending کر دوں گا۔ میاں محمود الرشید کی تحریک التوائے کار نمبر 611 ہے ۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب تک تحاریک التوائے کار کا وقت ختم نہیں ہوتا تب تک انتظار کر لیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کی Rules اجازت نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آدھ گھنٹہ ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: اس طرح اچھا message جائے گا آپ انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اب ڈاکٹر نوشین حامد کی تحریک التوائے کار نمبر 612 ہے ۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 615 بھی ڈاکٹر نوشین حامد کی طرف سے ہے لیکن وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 618 میاں محمد اسلم اقبال کی طرف سے ہے مجھے ذاتی طور پر پتا ہے کہ وہ بیمار ہیں لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ Kept pending due to illness till he comes اگلی تحریک التوائے کار نمبر 622 میاں محمود الرشید کی طرف سے ہے۔ اب میں کیا کروں؟ چلیں، جب تک ٹائم ختم نہیں ہوتا اس وقت تک ہم انتظار کرتے ہیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے میں کتنا ٹائم ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پانچ منٹ باقی ہیں۔

MR SPEAKER: Let me wait.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تین منٹ باقی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی گھڑی آگے چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں منسٹر صاحب کو خود چلاتا ہوں۔ (قہقہہ)

میاں محمد رفیق صاحب! آپ کے کیسے حالات ہیں، طبیعت کیسی ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اللہ کی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ٹرانسپیرنسی کے حوالے سے بات کر رہے تھے وہ تو آج اخبار میں بھی آئی ہوئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کیا میرے بارے میں اخبار میں خبر آئی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی خبر نہیں آئی۔ آج میں دیکھ رہا تھا "نوائے وقت" اخبار میں ٹرانسپیرنسی کے حوالے سے خبر آئی ہے آپ اس حوالے سے اور کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: میری تو یہی گزارش تھی کہ جو ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ ہماری قیادت کے بارے میں آئی ہے کہ وہاں پر کوئی کرپشن نہیں ہے اور ہماری قیادت کرپشن فری ہے۔ یہ بات بڑی مبارک ہے اس کے لئے میں قیادت کو بھی، آپ کو بھی اور اس معزز ایوان کو بھی مبارک دیتا ہوں۔ جہاں تک اداروں کا تعلق ہے تو یہ کرپشن فری ہرگز نہیں ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر جو امن عامہ پر بحث ہے، جب اس پر بحث ہو گی تو سب پتا چل جائے گا کہ کہاں کہاں کرپشن ہے اور کس کس محکمے میں ہے؟

جناب سپیکر: آج لاء اینڈ آرڈر پر بھی عام بحث ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اب individual corruption نہیں رہی بلکہ یہ institutionalize ہو چکی ہے۔ .This has become institutionalized یہ صورتحال ہے۔ بہت شکریہ کہ آپ نے توجہ اور شفقت فرمائی میں آپ کا بھی مشکور ہوں۔

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جناب والا! میں صرف ایک منٹ لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جناب والا! میں پہلے بھی یہ point out کر چکی ہوں اور آج پھر آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ ہمارے mike system میں کوئی problem ہے۔ ہمیں یہاں بیٹھے کچھ سنائی نہیں دیتا، آوازیں آتی ہیں، شور محسوس ہوتا ہے مگر الفاظ کیا ہیں وہ سمجھ میں نہیں آتے۔ اس کو اگر آپ درست کروا سکیں تو بڑی عنایت ہو گی۔

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آ رہی۔

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جناب والا! ہم لوگوں کو یہاں بالکل سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: کہاں آپ کو آواز نہیں آئی؟

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جی، آواز کی بات نہیں ہے، یہاں سمجھ نہیں آتی ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق جب اپوزیشن باہر سیڑھیوں پر تشریف فرما تھی تو ہم کمیٹی کے ممبران نے ان سے گزارش کی کہ ہم نے اپنی بات کرنی ہے تو وہ پھر اپنے چیمبر میں تشریف لے آئے تھے ان سے ہماری تفصیلاً بات چیت ہوئی۔ انہوں نے بھی suggest کیا کہ اوپر لابی میں وہ تشریف لے آئیں گے اور پھر رانا صاحب لابی میں جا کر ان کو request کر کے لے آئیں گے۔ دوسرا اہم نے ان سے کہا ہے کہ جو بھی آپ کے grievances ہیں ان کو دور کرنے کے لئے ہم کل صبح ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں گے اور اس میں بیٹھ کر جو بھی آپ کے grievances ہیں ان کو discuss کر لیں گے۔ اس کے علاوہ code of ethics جو ہم نے طے کرنے ہیں وہ انشاء اللہ کل صبح میٹنگ میں بیٹھ کر طے کر لیں گے۔ ان کی بڑی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس پر agree کیا۔ وہ بھی اس بات کی importance کو سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایوان کی کارروائی کو آگے چلانا چاہئے اور ہم سب کی بہتری اسی میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی وہ اوپر تشریف لے آئیں گے اور ہم رانا صاحب سے بھی request کریں گے اور ان کے ساتھ جا کر ان کو ایوان میں لے آئیں گے۔ بہت شکریہ

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب ہم سرکاری کارروائی کو لیتے ہیں۔

ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, lay the Project Audit Report, Construction of Dharabi Dam, District Chakwal, I & P Department. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Project Audit

Report, Construction of Dharabi Dam, District Chakwal, I & P Department.

MR SPEAKER: The Project Audit Report, Construction of Dharabi Dam, District Chakwal, I & P Department has been laid and referred to Special Committee No.1 for report within one year.

روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ،
حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال 10-2009 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Study Report on Issuance and Renewal of Route Permits, Transport Department, Government of the Punjab Audit year 2009-10. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Study Report on Issuance and Renewal of Route Permits, Transport Department, Government of the Punjab Audit year 2009-10.

MR SPEAKER: The Study Report on Issuance and Renewal of Route Permits, Transport Department, Government of the Punjab Audit year 2009-10 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب (محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے
سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Appropriation Accounts on the Accounts of the Government of the Punjab (Forest Department) for the year 2011-12. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/ LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Appropriation

Accounts on the Accounts of the Government of the Punjab (Forest Department) for the year 2011-12.

MR SPEAKER: The Appropriation Accounts on the Accounts of the Government of the Punjab (Forest Department) for the year 2011-12 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے
سال2012-13کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Audit Reports on the Accounts of Revenue Receipt of the Government of Punjab for the Audit year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Reports on the Accounts of Revenue Receipt of the Government of Punjab for the Audit year 2012-13.

MR SPEAKER: The Audit Reports on the Accounts of Revenue Receipt of the Government of Punjab for the Audit year 2012-13 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے
سال2012-13کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Audit year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Reports on the Accounts of Government of the Punjab Audit year 2012-13.

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Audit year 2012-13 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

پبلک سیکٹر انٹرپرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012(کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن)کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of Punjab Audit year 2012-13 (Commercial Audit & Evaluation). Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/ LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Reports on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of Punjab Audit year 2012-13 (Commercial Audit & Evaluation).

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of Punjab Audit year 2012-13 (Commercial Audit & Evaluation) has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2011. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2011.

MR SPEAKER: The Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2011 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2011. Minister for law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay the Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2011.

MR. SPEAKER: The Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2011 has been laid.

بحث

امن عامہ پر عام بحث

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر اگلا آئٹم لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز متعلقہ وزیر کی تقریر سے ہوگا جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کے پاس لکھوادیں۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move for general discussion on Law and Order.

جناب سپیکر: جی، جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھوادیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس مختلف crime data ہے، ہوم ڈیپارٹمنٹ اور آئی جی پولیس کی طرف سے facts and

figures میرے پاس موجود ہیں۔ میں ان facts and figures میں تو نہیں جاؤں گا بلکہ صرف چند جو بنیادی باتیں ہیں وہ اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا اور ان facts and figures سے جب بھی کسی ممبر نے اگر کوئی بات کی تو ان سے معزز ممبران بھی استفادہ کر سکتے ہیں اور میں بھی ان چیزوں کو معزز ایوان کے سامنے لے آؤں گا۔ جن بنیادی باتوں پر میں بحث کے آغاز کو ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کے علم میں ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اپوزیشن کی ڈیمانڈ پر بحث کے لئے یہ دن مقرر کیا تھا۔ چونکہ اپوزیشن کل سے protest پر بائیکاٹ پر چلی گئی ہے۔ آپ نے جن معزز وزراء صاحبان کو ان کے پاس بھیجا تھا انہوں نے وہاں پر جو بات کی ہے اس کے مطابق میرے خیال میں وہ اگلے پانچ سات منٹ میں یہاں گیلری میں تشریف لانے والے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ چند بنیادی باتیں جو لاء اینڈ آرڈر کی بحث کو initiate کریں گی جب اپوزیشن موجود ہو گی تو پھر میں ان پر اظہار خیال کروں گا۔

جناب سپیکر: بہتر بات یہی ہے کہ جب وہ آئیں گے تو پھر آپ بات شروع کریں۔ آپ ذرا تشریف لے جائیں۔ میاں صاحب! سمجھ لیں کہ میں خود آپ کے پاس آیا ہوں۔ اتنی بھی ناراضگی اچھی نہیں ہوتی۔ رانا صاحب! ذرا اچھے طریقے سے منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان، وزیر محنت و انسانی وسائل راجہ اشفاق سرور، جناب محمد ارشد خان لودھی اور رانا محمد ارشد معزز ممبران حزب اختلاف کے پاس لابی میں تشریف لے گئے)

ایم این اے، میاں منان صاحب سپیکر باکس میں موجود ہیں ہم ان کو یہاں آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ بحث میں priority اپوزیشن کو دی جائے گی اس لئے دو مقرران کے اور ایک حکومتی بنچ سے چلے گا چونکہ ان کا ذرا حق زیادہ بنتا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! ہمیں بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب آپ سب کی باتوں کو cover کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی تو میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کا ٹائم دیا ہی نہیں ہے۔ چلیں آپ کو floor دے دیا۔

میاں محمد رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے ایجنڈے میں general discussion on Law and Order ہے آپ نے نام بھی مانگے ہیں کہ جن لوگوں نے حصہ لینا ہے وہ نام دے دیں۔ پہلے precedent تو یہ رہا ہے کہ ایجنڈے پر لکھا ہوتا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث جاری رہے گی۔ اب میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ بحث آج ہی ختم ہو جائے گی یا جاری رہے گی؟

جناب سپیکر: جناب آج تشریف لائے ہیں یہ پرانی باتیں ہیں۔ یہ تو کئی دن پہلے کی باتیں ہیں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا اس کے مطابق کل کا دن price hike پر تھا اور آج کا اور میرے خیال میں کل کا دن بھی لاء اینڈ آرڈر کے لئے ہے۔

میاں محمد رفیق: میں نے آپ سے جان کاری کے لئے یہی گزارش کی ہے کہ یہ بحث جاری رہے گی یا آج ختم ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: شاید جاری رہے۔

میاں محمد رفیق: چلئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جب آپ کا سوال آتا ہے تو اس وقت آپ گھر رہتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ مک مکا ہو جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر: مطمئن کیسے ہوئے، آپ کو تو پتا ہی نہیں کہ جواب کیا آیا ہے؟ میاں صاحب! اندر تشریف لے آئیں ٹائم زیادہ ہو رہا ہے، مہربانی کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر معزز ممبران حزب اختلاف کے آنے کا انتظار کرتے رہے)

آج گیلری میں بھی رونق کم لگتی ہے۔ کہیں چھپ کر بیٹھے ہیں۔ منڈا صاحب نہیں آئے، کدھر ہیں وہ؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! چونکہ ابھی بحث شروع نہیں ہوئی اس لئے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے اور ہم سب کو پتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے ہائی ویز کو محفوظ رکھنے کے لئے پٹرولنگ پولیس کا محکمہ بنایا گیا تھا۔ اس پر بڑی خطیر رقم خرچ کر کے ہر علاقے میں اس کی چیک پوسٹیں بنائی گئیں۔

MR SPEAKER: I agree with you.

انجینئر قمر الاسلام راجہ: میں اس میں ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ چونکہ یہ ڈسٹرکٹ پولیس کی command میں نہیں ہیں ان کا set up، ایڈیشنل آئی جی لاہور میں بیٹھتا ہے۔

جناب سپیکر: آفیسر گیلری میں یقیناً آئی جی پولیس پنجاب بیٹھے ہوں گے۔ میں ان سے کہوں گا کہ تھوڑا ان کو موبائل کریں کیونکہ ان کی طرف سے ہمیں کوئی اچھے results نہیں مل رہے۔ انجینئر صاحب! آپ امن وامان کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے یہ ساری باتیں کر لیجئے گا۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں تو وقت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے گزارشات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس وقت حزب اختلاف کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ میرے علاقے میں عید کے دنوں میں لاہور سے کوئی ڈی ایس پی صاحب گئے تھے اور انہوں نے وہاں پر جتنی بھی چیک پوسٹوں کو چیک کیا تو ان کا عملہ غیر حاضر پایا گیا۔ اُس روز چوک پنڈوری چیک پوسٹ پر بارہ افراد غیر حاضر تھے۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! آپ جب امن وامان کے حوالے سے بحث میں حصہ لیں گے تو اس وقت یہ باتیں کر لینا۔ میں حزب اختلاف کے دوستوں سے کہوں گا کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اس وقت ہم حزب اختلاف کا انتظار کر رہے ہیں اور اسمبلی کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے اگر اس دوران کوئی تجویز آ جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان پٹرولنگ چیک پوسٹوں کو District Command کے ماتحت کیا جائے تاکہ ضلعی افسران ان کو چیک کر سکیں۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! میں آپ کا نام لکھ رہا ہوں۔ انجینئر صاحب کا نام تقریر کرنے والوں میں لکھ لیا جائے۔ جی، محترمہ!

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ پچھلی حکومت میں آرٹسٹوں کی کالونی کے حوالے سے ایک قرارداد پاس ہوئی تھی جس میں یہ درخواست مان لی گئی تھی کہ آرٹسٹوں کی بھی ایک کالونی ہونی چاہیئے جیسے صحافی حضرات اور ڈاکٹر صاحبان کی کالونی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کالونی بنوانا چاہتی ہیں یا اسمبلی؟

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! آرٹسٹ بہت غریب ہیں۔آج کل وہ اپنی روزی روٹی ہی پوری نہیں کر پا رہے اس لئے گزارش ہے کہ ایسے deserving artists جن کو پچیس پچیس، تیس تیس سال کام کرتے ہوئے ہوگئے ہیں اور وہ اپنا کچن بھی صحیح طریقے سے نہیں چلا سکتے ان کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کیا جائے۔آج کل مہنگائی کی وجہ سے کرائے afford نہیں ہوتے اس لئے پہلے سے منظور شدہ قرار داد پر عملدرآمد کروایا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مذاکرات میں جایا کریں کیونکہ وہاں بہتری ہوتی ہے۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! مذاکرات میں سب آرٹسٹ تو نہیں آسکتے اس لئے گزارش یہ ہے کہ آپ میری اس درخواست پر حکم صادر فرمادیں تاکہ اس پاس شدہ قرار داد پر process شروع ہو جائے اور کام شروع ہو جائے تاکہ ہمارے آرٹسٹوں کو کچھ فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: کیا اس حوالے سے کوئی قرار داد پاس ہوئی ہے؟

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! پچھلی حکومت میں ایک قرار داد پاس ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایک نئی قرار داد دے دیں۔آپ کو اجازت ہے۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کیا ہم سے ناراضگی ہے، آپ کدھر جا رہے ہیں؟

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں پانی پینے جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! آپ نے جو بات point out کی ہے وہ واقعی ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں پولیس افسران اس وقت آفیسر گیلری میں تشریف رکھتے ہیں لیکن میں ان کو direct تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بہر حال ان کو اس چیز کا نوٹس لینا چاہئے بلکہ ان سے کوئی مثبت کام لینا چاہئے۔ مجھے پتا نہیں کہ یہ سارا دن کیا کرتے ہیں؟ جن کا آپ نے ذکر کیا ہے ہمیں ان کی طرف سے کوئی ٹھنڈی ہوا نہیں آرہی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہاں پر ان کے احتساب کا کوئی مقامی نظام موجود نہیں ہے۔یہ چیک پوسٹیں ہائی ویز اور سڑکوں پر دور دراز بنائی گئی ہیں اور وہاں پر

inspection کا نظام نہیں ہے۔ان کو پٹرولنگ کے لئے جو پٹرول دیا جاتا ہے اس حوالے سے بھی بہت سی انکوائریاں pending ہیں۔

جناب سپیکر! پہلے ڈاکو چار یا چھ کی ٹولیوں میں آتے تھے۔اب پچیس افراد پٹرولنگ چیک پوسٹ سے صرف پانچ سو گز دُور main highway پر چار گاڑیوں میں آئے۔انہوں نے تمام شہر کے چوکیداروں کو نہتا کر کے باندھ دیا، سات جیولرز کی دکانوں کو توڑا،ان کے لاکرز کاٹے اور سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔یہ واقعہ پٹرولنگ چیک پوسٹ سے صرف پانچ سو گز کے فاصلے پر ہوا ہے۔اسی طرح ایک ڈکیتی رووات میں بھی ہوئی ہے۔بیس سے پچیس افراد پولیس کی وردیوں میں ملبوس،پولیس کی revolving light لگائے ہوئے وہاں پر آئے اور انہوں نے تمام بازار کے چوکیداروں کو اکٹھا کر کے واردات کی ہے۔پھر ایک رات چھوڑ کر آٹھ کلو میٹر دُور چوک پنڈوری میں جہاں سے یہ پٹرولنگ چیک پوسٹ صرف پانچ سو گز دُور ہے وہاں پر واردات ہوئی اور ڈاکو سات جیولرز کی دکانوں سے کروڑوں روپے مالیت کا سونا لوٹ کر لے گئے۔

جناب سپیکر: جب ان کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے تو وہ کیا کریں گے؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! یہ تو ان کا اختیار ہے کہ وہ سڑکوں پر پٹرولنگ کریں تاکہ سڑک پر کوئی ایسا واقعہ رونما نہ ہونے پائے۔

جناب سپیکر: وہ صرف پٹرولنگ ہی کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: تو پھر ہم آج دعا کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں محمودالرشید صاحب! مہربانی کر کے تشریف لے آئیں تاکہ ہم کارروائی کو آگے بڑھا سکیں۔یہ آپ کا ہی نقصان ہو رہا ہے کیونکہ آپ نے امن وامان کے حوالے سے بحث کرنی ہے۔میرا خیال ہے کہ باقی باتیں بعد میں کر لینا اور اب ایوان میں تشریف لے آئیں۔

کیا مناظر علی رانجھا صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔میرے خیال میں نہیں ہیں۔ملک ظہور انور صاحب!۔۔۔وہ بھی نہیں ہیں۔کیا محترمہ صباء صادق صاحبہ تشریف رکھتی ہیں؟۔۔۔میرے خیال میں وہ بھی نہیں ہیں۔اس وقت ایوان میں ہمارے سینئر معزز ممبر چودھری محمد اقبال صاحب تشریف فرما ہیں۔میں ان سے کہوں گا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے یہاں تشریف لے آئیں اور کرسی صدارت پر متمکن ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین چودھری محمد اقبال کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(اس مرحلہ پر وزیر قانون (رانا ثناء اللہ خان)، وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور)، وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران) اور جناب محمد ارشد خان لودھی ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب چیئرمین! جناب سپیکر کے حکم اور اپوزیشن کی خواہش پر رانا ثناء اللہ خان کی سربراہی میں کمیٹی نے قائدِ حزبِ اختلاف سے بیٹھ کر بات کی ہے تو آپس کے معاملات طے پا گئے ہیں۔ ابھی حزبِ اختلاف جب ایوان میں واپس آئے گی تو پھر رانا ثناء اللہ خان اور قائدِ حزبِ اختلاف بھی اپنا اپنا مؤقف بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب چیئرمین: شکریہ راجہ صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! معزز ایوان چاہتا ہے کہ کوئی بات جاری رہے کیونکہ سب معزز ممبران چُپ کا روزہ رکھے بیٹھے ہیں تو اُس میں میری ابتدائی بات یہ ہے کہ ایوان میں ایجنڈا same day پیش ہوتا ہے۔ جب ہم ایوان میں آتے ہیں تو یہاں پر ایجنڈا پڑا ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایجنڈا پڑھیں، کارروائی سُنیں، کارروائی دیکھیں یا کارروائی میں حصہ لیں؟ آج Law and Order پر general discussion ہے اور یہ اتنی اہم بحث ہے لیکن آج بھی ہم نے یہاں آ کر ایجنڈا پر دیکھا کہ آج Law and Order پر general discussion ہے۔ آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ اسمبلی کے بااختیار لوگوں کو چاہئے کہ کم از کم ایک روز پہلے ایجنڈا مہیا کریں تاکہ ہمیں ایجنڈا ملے اور ہم گھر میں بیٹھ کر شام کو تیاری کریں اور اگلے دن آ کر اُس کارروائی میں حصہ لیں۔ آج مجھے Law and Order پر جب بات کرنے کا موقع ملے گا تو میں بات کروں گا کہ ہمارے ہاں Law and Order کیسا ہے؟ یہاں پر Transparency International کے حوالے سے بھی بات ہوئی کہ جو Transparency International report آئی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ایجنڈا ایک روز پہلے آنا چاہئے۔ جب ہم یہاں ایوان میں آتے ہیں تو اُس دن کا ایجنڈا یہاں پر موجود ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ پہلے rules پڑھ لیں پھر مجھ سے بات کرنا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ rules میں ایسا ہی ہو، میں تو rules کے حوالے سے بات نہیں کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: .Sorry for that اگر آپ کر سکتے ہیں تو rules کو change کر لیں۔ رانا صاحب! آپ کی قائدِ حزبِ اختلاف سے کیا بات ہوئی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کی خواہش پر ایوان کی لابی میں قائدِ حزب اختلاف سے ملا ہوں اور اُن سے request کی ہے کہ وہ آئیں اور آ کر ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں۔ وہ اب نیچے اپنے باقی دوستوں کے پاس گئے ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ within 5 minutes وہ ایوان میں تشریف لا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ آج کے ایجنڈے کے مطابق لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی ہے۔ بحث کا آغاز وزیر قانون کریں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بھی اپوزیشن کے معزز ممبران کو ایوان میں ان کی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی میں حصہ لیتے ہوئے وہ یہاں پر جو بھی تجاویز دیتے اور discussion کرتے ہیں یا کریں گے ان سب پر ہمیشہ ہماری حکومت کی یہ approach رہی ہے کہ اس سے راہنمائی حاصل کی جائے اور governance level or system کو بہتر سے بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کو کل اچھا بھلا چھوڑ کر گیا تھا۔ پتا نہیں میرے بعد کیا ہوا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ جب آپ چھوڑ کر گئے تھے تو جاتے جاتے کچھ کر کے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! کل جو واقعہ ہوا جس پر اپوزیشن نے واک آؤٹ اور احتجاج کیا اس کے بعد آپ نے جو کمیٹی بھیجی تھی اس کمیٹی نے جا کر ان سے بات کی، اس کے بعد لابی میں، میں بھی ان کے پاس گیا اور میں نے بھی request کی تو قائد حزب اختلاف اور دوسرے پارلیمانی لیڈروں کا خیال تھا کہ یہاں ایوان میں کچھ نعرے لگائے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو تو کارروائی کا حصہ بالکل نہ بنایا جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کچھ statements دونوں اطراف سے استعمال ہوئیں جن سے اپوزیشن کے دوستوں کو احتجاج کا موقع ملا یا ان کو بُرا لگا۔ اس طرف بھی ایسا ہی لگا تو وہاں پر یہ بات طے ہوئی ہے کہ سپیکر صاحب کو ہم request کریں۔ میں بھی یہ بات کر رہا ہوں اور اس کے بعد قائد حزب اختلاف بھی بات کریں گے کہ کل کے وہ تمام الفاظ یا کارروائی کا وہ تمام حصہ جس سے کسی طرف یا دونوں اطراف سے اعتراض یا objection پیدا ہوا ہے اس کو آپ expunge کر دیں۔ جب یہ اجلاس شروع ہوا تھا تو ہم نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں بیٹھ کر کچھ lines طے کی تھیں کہ جب ایوان میں discussions ہوں گی یا کوئی کارروائی ہو گی تو اس میں کس کس چیز کو observe کیا جائے گا۔ ان کا دوبارہ جائزہ لیا جائے اور اس کے بعد سپیکر صاحب کو یہ اختیار دیا جائے کہ ان lines یا آداب کو پوری طرح سے ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے چھ ماہ میں تین چار اجلاس ہو چکے ہیں۔ ہمارے دوست جو پچھلے دور میں بھی ایم پی ایز تھے وہ اور میڈیا کے دوست اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہم نے کوشش کی کہ code of conduct کے مطابق بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر جن باتوں پر ہماری understanding ہوئی ہم اس کے مطابق ایوان کو چلائیں۔ اس پر بعض اوقات ہماری پارٹیوں کی طرف سے بھی دباؤ پڑا کہ آپ اپوزیشن کا role ادا نہیں کر رہے کہ جس طرح جارحانہ انداز سے بات ہونی چاہئے وہ نہیں ہو رہی۔ ہم نے سب کو realize کرایا کہ اس ایوان کے اندر بیٹھ کر ہم اپوزیشن کا بھرپور کردار ادا کریں گے لیکن ایسی کوئی بات نہیں کریں گے کہ جس سے کسی کی تضحیک کا پہلو نکلے، کسی کی لیڈرشپ پر کیچڑ اچھلے اور اس طرح کی بات ہو کہ ایوان کا ماحول پراگندہ ہو اور smooth running نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب نے جو بات کہی ہے کہ کل اس ایوان کے اندر جو کچھ ہوا، انہوں نے realize کیا اور وہ چل کر آئے بھی ہیں۔ ان سے پہلے دیگر منسٹر صاحبان بھی آئے تھے تو ہم سب دوستوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایوان کی کارروائی میں دوبارہ شریک ہوں گے آپ اس ساری کارروائی، ان تمام الفاظ اور چیزوں کو حذف کر دیں جو کل یہاں پر ہوئے۔

جناب سپیکر: کل کی کارروائی میں ایسے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کو مکمل طور پر کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیا جائے گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جس وقت motion move کی تھی تو اس وقت اپوزیشن موجود نہیں تھی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دوبارہ motion move کر دوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move for General Discussion on Law and Order.

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ demand تھی کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بحث کی جائے۔ اس مقصد کے لئے آج کا دن مختص کیا گیا تھا۔ آج اس بحث کے لئے یہاں ایوان میں منسٹر صاحبان، ممبران اسمبلی اور میں بھی موجود ہوں۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور ہوم سیکرٹری بھی آفیسرز گیلری میں موجود ہیں۔ اس بحث میں اپوزیشن اور حکومتی ممبران جو بھی حصہ لیں گے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ جو بھی گفتگو فرمائیں گے اور جو بھی تجاویز دیں گے ان کو نہ صرف note کیا جائے گا بلکہ ان سے راہنمائی حاصل کی جائے گی اس لئے میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ تنقید بالکل اپوزیشن کا حق ہے اور اس تنقید کو نہ صرف برداشت بلکہ اس کا احترام کیا جانا چاہئے اور اس سے راہنمائی حاصل کی جانی چاہئے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں پر وہ اس بات کے اوپر تنقید کریں کہ پولیس جس کا Law Enforcing Agency کے طور پر بشمول دیگر Law Enforcing and Intelligence Agencies کے اپنا ایک main role ہے۔ جہاں پر وہ یہ بات کریں کہ پولیس فلاں فلاں جگہ پر اپنی ذمہ داریوں کے نبھانے میں کمزور رہی ہے تو وہاں پر اس بات کو بھی ضرور خاطر میں لائیں کہ کس جگہ پر پولیس نے فرض شناسی کا بھرپور طریقے سے ثبوت دیا ہے اور کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ میں crime کے جو facts and figures ہیں ان کی detail میں جا کر زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا لیکن دو تین

main heads پر بات کر کے House open کروں گا تاکہ تمام دوست بات کر سکیں۔اس سال اب تک sectarian terrorism کے کل واقعات 18 ہوئے ہیں اور یہ figure یہ ثابت کرتی ہے کہ comparatively پنجاب ملک کے باقی صوبوں یا حصوں سے محفوظ ہے۔

جناب سپیکر: اللہ محفوظ ہی رکھے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان واقعات میں 32 لوگوں کا جانی نقصان ہوا ہے اور 13 لوگ injured ہوئے ہیں۔ حالانکہ دہشت گردی کے کیسوں میں نامعلوم دہشت گرد ہوتے ہیں لیکن ان 18 واقعات میں سے پھر بھی پولیس اور Intelligence Agencies نے بڑا good work کیا ہے اور سات کیس trace out ہو گئے ہیں۔اس حساب سے دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور ان کی interrogation کی گئی ہے جس کے نتیجے میں مزید لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک اور بات یہاں کرنی چاہوں گا کیونکہ بعض talk shows اور اخبارات میں بہت بڑا figure آ تا رہا ہے بلکہ ایک دن میں سن رہا تھا اور ایک صاحب فرما رہے تھے کہ kidnapping for ransom پنجاب میں 17 ہزار ہوئے ہیں حالانکہ kidnapping کے وہ cases ہوتے ہیں جن میں اکثریت یا 99 فیصد وہ ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ kidnap کا لفظ misuse نہیں ہوتا۔اس میں لفظ abduction ہو گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں abduction بلکہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ اگر willful abduction یعنی گھر سے کوئی خود ہی غائب ہو جائے چاہے وہ male ہو یا female تو اس کا بھی مقدمہ abduction or kidnapping میں for the first time درج ہوتا ہے جبکہ بعد میں جب trace ہوتے ہیں تو بہت سارے cases بسلسلہ شادی ہوتے ہیں۔ پہلے abduction کا مؤقف اختیار کیا جاتا ہے جبکہ بعد میں کوئی دوسری صورت نکلتی ہے لہذا kidnapping for ransom کا معاملہ ہے اس میں ٹوٹل اب تک اس سال صرف 112 کیس درج ہوئے ہیں جبکہ پچھلے سال یہ تعداد 134 تھی۔ اس طرح پچھلے سال سے بھی ان کیسوں میں reduction ہوئی ہے اور تقریباً 90 فیصد abductees سے معنوی recover ہوئے ہیں جن کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے۔ان کیسوں میں ملزمان کو سزا ہوئی ہے لیکن جو لوگ بری ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام due to compromise

ہوئے ہیں کیونکہ رجحان یہ ہے کہ جب مغوی برآمد ہو جاتا ہے تو اس کے بعد لوگ پھر pursue کرنے میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے اور compromise وغیرہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں میاں بیوی کے بھی کئی جھگڑے آ جاتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسی طرح ایک اور سمت قبضہ گروپ کی ہے۔ قبضہ گروپ crime کی دنیا میں ایک ایسی بنیاد ہے کہ اگر اس کو کنٹرول کر لیا جائے تو اس سے کافی کمی آتی ہے۔ پنجاب میں اس بات کو پوری طرح سے وزیراعلیٰ کی ہدایات پر enforce کیا گیا ہے اور کسی صورت بھی کسی کو یہ allow نہیں کیا گیا کہ وہ زمینوں یا کسی کی پراپرٹی پر قبضہ کرے۔ بہرحال اس سلسلے میں 261 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں سے 717 ملزمان کو گرفتار کر کے عدالتوں میں پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تھانہ کلچر پر بات ہو گی اور اس سلسلے میں یہ کہا جائے گا کہ تھانہ کلچر میں خاطر خواہ بہتری نہیں لائی جا سکی۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ تمام DPO's اور RPO's کی حد تک بہترین دیانتدار اور فرض شناس لوگوں کا after interviews and after Intelligence Agencies کی رپورٹ کی بنیاد پر تقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نیچے کے عملہ میں محکمہ مال، انکم ٹیکس یا دوسرے محکموں میں جتنی کرپشن کی ratio ہے اتنی ہی کرپشن کی ratio یقیناً پولیس میں بھی ہے لیکن یہ کہنا کہ یہاں پر بہت زیادہ ہے اور دوسری جگہوں پر کم ہے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ کسی بھی معاشرے میں اچھائی اور برائی کا تناسب اور اس کے جو مختلف segments ہوتے ہیں اس میں وہی تناسب reflect کرتا ہے لیکن اس کو بتدریج بہتر کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومتِ پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب انسپکٹر rank کے بہترین پڑھے لکھے نوجوان جو کم از کم گریجویٹس ہوں ان کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا جائے جس میں کوئی ڈیپارٹمنٹل کمیٹی، گورنمنٹ کی کمیٹی یا کوئی سفارش involve نہیں ہے بلکہ پبلک سروس کمیشن سے clear ہو کر ان لوگوں کو بطور سب انسپکٹر پولیس کا حصہ بنایا جائے۔ انہیں کم از کم ڈیڑھ سے دو سال تک کی ایک بہترین ٹریننگ دی جائے جس میں ان کو تمام علوم یعنی scientific اور دنیا میں جو advance techniques متعارف ہو چکی ہیں ان کے ذریعے سے انہیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ ایک بہترین پولیس افسر کا کردار ادا کر سکیں۔ ہمارے تقریباً 308 کے قریب پولیس سٹیشن ہیں جن سے دگنی تعداد میں ہم ان سب انسپکٹروں کو through پبلک سروس کمیشن بھرتی کرنا چاہتے ہیں اور بہترین

trained کرنا چاہتے ہیں۔ پڑھے لکھے نوجوان ایک بہترین ٹریننگ کے بعد بغیر کسی سفارش کے جب وہ اس force کا حصہ بنیں گے اور تھانوں میں جا کر لوگوں کی خدمت کے لئے مامور ہوں گے تو یقیناً اس تھانہ کلچر اور typical تھانیداری ازم میں فرق آئے گا۔ اس معاملہ کو ہم نے شروع کر دیا ہے اور اس سے متعلقہ جن amendments کی ضرورت تھی وہ اس معزز ایوان نے یہاں سے پاس کر دی ہیں۔ اس procedure میں تھوڑی دیر اس لئے لگے گی کیونکہ پبلک سروس کمیشن کی اپنی ایک capacity ہے۔ ہمیں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ آپ ڈیپارٹمنٹل کمیٹی یا حکومتی سطح پر کوئی کمیٹی بنا دیں جو اس selection کا عمل فوری طور پر کر لے لیکن اس process میں شروع سے اعتراضات آنے شروع ہو جائیں گے کہ اس میں political interference ہو رہی ہے اور سفارش کی بنیاد پر لوگوں کو رکھا جا رہا ہے تو پھر یہ سارا سسٹم suffer کرے گا اس لئے اس میں دیر برداشت کی جا سکتی ہے لیکن اس سسٹم کو ہم شروع سے discredit نہ کریں۔ چونکہ پبلک سروس کمیشن یہ کام اپنی capacity کے مطابق کرے گا اس لئے تھوڑا سا یہ پہلو ضرور ہے لیکن overcome کرنے کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو یہ کہیں کہ تھانہ کلچر کو ختم کرنے کے لئے ڈیڑھ یا دو سال انتظار کریں۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے ایک عمل شروع کیا ہے جو چند دنوں میں شروع ہو جائے گا کیونکہ اس کو شروع کئے بھی تقریباً دو ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے مگر اس وقت جو available force ہے جس میں سب انسپکٹر اور انسپکٹروں کی تعداد تقریباً سات آٹھ ہزار ہے ان میں سے comparatively بہترین پندرہ سو کے قریب لوگوں کے بارے کہا گیا ہے کہ آپ ان کو select کریں جن کو ہم چند ہفتوں کی ٹریننگ دیں گے جس کے بعد ان کو پورے confidence سے پولیس سٹیشن پر لگائیں گے، ان کا tenure بھی ensure کریں گے اور بغیر کسی انکوائری کے ان کو وہاں سے تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ اس سے بھی ہمیں یہ امید ہے کہ جب ہم پولیس سے بہترین لوگوں کو select کر کے سپیشل ٹریننگ کے بعد تھانوں میں لگائیں گے تو comparatively کچھ نہ کچھ تھانہ کلچر میں فرق پڑے گا اور جب یہ فرق پڑے گا تو بعد میں through پبلک سروس کمیشن جو force آئے گی وہ اِن کو succeed کرے گی۔ اس طرح سے ہم تھانہ کلچر کے ماحول کو human force level پر کنٹرول کرنے جا رہے ہیں۔ سب سے زیادہ تفتیش کے نظام کی وجہ سے تھانہ کلچر بدنام ہے کیونکہ اس وقت پولیس کے پاس ماسوائے اس بات کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ ٹارچر کرے یا کسی نہ کسی طرح سے ملزموں کے ساتھ ایسا سختی کا سلوک کرے جس کی بنیاد پر ان سے recoveries کی جا سکیں یا اس کی بنیاد پر ان سے جرم کے خلاف evidence collect کی جا سکے لیکن Forensic

Laboratory کا جو سسٹم ہے یہ منصوبہ تقریباً ساڑھے تین ارب روپے کی لاگت سے پچھلے تین سال میں مکمل ہوا ہے جو کہ اتنا بہترین پراجیکٹ ہے کہ یہ ایشیاء کا سب سے بڑا اور دنیا کا دوسرا بڑا پراجیکٹ ہے۔ Forensic Laboratory جو پنجاب کی ہے یہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہے۔ وہ کسی بھی crime seen پر کم از کم پندرہ قسم کی evidence collect کر کے ایک ملزم کو اس crime کے ساتھ connect کر سکتی ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں جو ایک rap case ہوا تھا، اسی طرح خانیوال میں ایک stoning کا case ہوا تھا تو اس میں Forensic Laboratory کی مدد سے جب تفتیش کا عمل آگے بڑھایا گیا تو اس case میں پولیس کو بہت زیادہ مدد ملی۔ Forensic Laboratory functional ہو گئی ہے لیکن ابھی ہم اسے پوری طرح سے ضلع، تحصیل اور تھانہ کی سطح پر لوگوں کو trained کر سکے ہیں اور نہ ہم اس کی axes کر سکے ہیں۔ اس سال میں ہماری کوشش ہے کہ کم از کم ضلع اور تحصیل کی سطح پر لے کر جائیں اور جب وہاں تک اس کی پہنچ ہو جائے گی تو اس ملک اور اس صوبے کا جو investigation نظام ہے جو کہ اس وقت سب سے زیادہ ناقص ہے اور جس کی وجہ سے پراسیکیوشن مشکل ہے اور اسی وجہ سے عدالتوں میں سزائیں دلوانے کا عمل بہت زیادہ temper ہوتا ہے اور low رہتا ہے تو ان تمام معاملات میں ایک انقلابی تبدیلی اس Forensic Laboratory کی intervention سے آئے گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے ٹریننگ کی سہولیات کو پوری طرح سے fund کیا گیا ہے اور C.C.T.V کیمرہ جو کہ اس وقت ماڈرن تکنیک ہے اور پوری دنیا نے اپنے شہروں کو کیمروں کی مدد سے ایک کمرے میں بند کیا ہوا ہے جہاں پر بیٹھ کر اور دیکھ کر وہ criminals کو ڈھونڈتے ہیں۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ آپ ایک بندوق یا ڈنڈا دے کر ایک سپاہی کو چوک میں کھڑا کر دیں تاکہ وہ ساری چیزوں پر نظر رکھ سکے۔ اب ماڈرن تکنیک کا وقت ہے اور اس مقصد کے لئے لاہور کا پراجیکٹ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ ہمارا مزید ارادہ ہے کہ پنجاب کے پانچ بڑے شہروں تک اس نظام کو پھیلایا جائے۔

جناب سپیکر! اسی کے ساتھ میں دو واقعات کا ذکر کروں گا کہ ایک تو محرم الحرام کا کہ بدقسمتی سے راولپنڈی کا واقعہ ہو گیا جس کی وجہ سے ساری محنت اور کامیابی کا پوری طرح سے ذکر نہیں ہو سکا۔ اس مرتبہ سب سے بڑا خطرہ دہشت گردی کا تھا۔ پولیس اور Law Enforcing Agencies، سول ایڈمنسٹریشن، Cabinet Committee اور ہمارے منتخب ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کی طرف سے اس مرتبہ اتنی بھرپور محنت ہوئی اور اتنی collective efforts ہوئیں کہ آپ یقین کریں کہ

10 محرم کے دن اڑھائی بجے تک پورا پنجاب اس طرح سے peaceful تھا کہ کسی جگہ پر بھی ایک واقعہ تک نہیں ہوا تھا لیکن اڑھائی بجے کے قریب راولپنڈی میں ایک واقعہ ہوا۔ آپ کے علم میں ہے کہ چونکہ اس واقعہ کے متعلق توجہ دلاؤ نوٹس کل کے لئے pending ہے اور میں اس حوالے سے کل عرض کروں گا تو یہ پوری dedicated/committed efforts ہوئیں اور یہ اسی وجہ سے ہوئیں کہ اس force کو بہتر طور پر trained کیا جا رہا ہے، بہتر طور پر equip کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا کہ پورے پنجاب میں کوئی بھی واقعہ نہیں ہوا۔ راولپنڈی میں ہونے والے واقعہ کے بعد اسی دن وزیر اعلیٰ کے حکم پر میں اور میرے ساتھ آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری اور چیف سیکرٹری صاحبان اور ہماری Cabinet Committee کے ممبر خانزادہ صاحب راولپنڈی پہنچے اور وہاں پر تقریباً ایک ہفتہ رہ کر اس صورتحال کو کنٹرول کیا۔ اس صورتحال کی وجہ سے بھی جو پورے صوبے میں حالات خراب ہونے جا رہے تھے تو اس کی وجہ سے بھی کافی کنٹرول ملا اور الحمد للہ اس وقت پورے صوبے میں صورتحال پُرامن ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ دہشت گردی کا واقعہ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ جنوبی یا شمالی وزیرستان سے کوئی دہشت گرد جیکٹ پہن کر چلے اور یہاں پر آ کر وہ دھماکا کر دے۔ ہمیشہ پہلے ایک نیٹ ورک قائم ہوتا ہے جو کہ اس خودکش حملہ آور یا بمبار کو facilitate کرتا ہے اور جب وہ یہاں پر آتا ہے تو اسے کوئی ٹھہراتا ہے اور کوئی اسے جا کر بتاتا ہے کہ یہ امام بارگاہ ہے، یہ مسجد ہے، یہ دربار ہے اور یہ مارکیٹ ہے تو ان نیٹ ورکس کو توڑنے کے لئے پنجاب پولیس اور انٹیلی جنس ایجنسیوں نے بہترین کام کیا ہے۔ ہم ان چیزوں کو public نہیں کرتے اور فوری طور پر میڈیا میں نہیں لاتے تاکہ investigation کرنے اور further لوگوں کو arrest کرنے کا process متاثر نہ ہو لیکن کوئی دن اور کوئی ہفتہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں ہم نے ان نیٹ ورکس کو اور ایسے لوگوں کو گرفتار نہ کیا ہے اور جس کی وجہ سے یہ معاملات پنجاب میں کنٹرول ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! عثمان نامی ایک بڑا دہشت گرد فیصل آباد میں ایک حساس ادارے کے دفتر پر دہشت گردی میں ملوث تھا، اسی طرح سے عبدالنبی اور دیگر بہت سے نام ایسے ہیں جنہیں public کرنا مناسب نہیں ہے لیکن ان لوگوں کو arrest کیا ہے۔ اسی طرح سے تقریباً مختلف ملزمان جو گینگ بنا کر وارداتوں میں ملوث رہتے ہیں تو ان کے اوپر پنجاب میں بھرپور کام ہوا ہے۔ یہاں پر اس مقصد کے لئے gang up کی تعداد تقریباً ایک ہزار 840 تھی جو کہ مختلف ڈکیتیوں اور وارداتوں میں ملوث تھے جنہیں

گرفتار کیا گیا اور ان گینگ کو ختم کیا گیا جبکہ 6ہزار 218 ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور تقریباً ایک ارب 61 کروڑ روپے کا مال مسروقہ ان سے برآمد کیا گیا۔ اس کے علاوہ P.Os کے خلاف بڑی مہم چلائی جا رہی ہے۔ اسی طرح سے وہ لوگ جو most wanted تھے، ان کی head money مقرر کی گئی اور ان کے پیچھے پولیس نے پوری طرح سے actively حصہ لیا اور جو لوگ arrest ہوئے انہیں arrest کیا گیا اور جن ملزمان نے مزاحمت کی انہیں جہنم واصل کیا گیا۔ اس سلسلے میں پولیس کے جوانوں اور افسران نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ اس طرح سے پنجاب پولیس اور پنجاب حکومت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال سے پوری طرح آگاہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی ideal صورتحال ہے لیکن comparatively اس ملک میں بہتر ہے اور ہم اسے مزید بہتر بنانے کے لئے ان چیزوں کے اوپر جن کا میں نے ذکر کیا ہے، پوری تندہی کے ساتھ عمل کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی اوّلین ترجیح اس صوبے میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرنا ہے کیونکہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری یہی ہے کہ لوگوں کو جان، مال، عزت اور کاروبار کا تحفظ فراہم کرے اور میں معزز ممبران کو یہ یقین بھی دلاتا ہوں اور ان سے اپیل بھی کروں گا کہ وہ اپنی تنقید جو ان کا حق ہے، وہ کریں لیکن ساتھ تجاویز بھی دیں تاکہ ان کی تجاویز سے راہنمائی لیتے ہوئے ہم اس صوبے میں امن وامان کی صورتحال کو مزید بہتر بنا سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اس سے پیشتر کہ ممبران تجاویز دیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے صوبے کی حدود جن صوبوں سے ملتی ہیں ذرا ان کو زیادہ چوکس کریں کیونکہ وہاں سے کچھ وارداتیں شروع ہوتی ہیں اور پھر وہ ادھر کو آتے ہیں۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب شروع کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اس بات پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ ایک دو روز سے یہاں پر آپس میں confrontation کا ماحول پیدا ہو گیا تھا اور دونوں جانب سے باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ معاملہ خوش اسلوبی سے طے ہو گیا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ دونوں طرف جو بھائی اور دوست بیٹھے ہیں وہ معاملات کو پنجاب کی عوام کے مفاد کے لئے آگے لے کر جانا چاہتے ہیں۔ اس بات پر بھی خوشی ہے کہ آج یہاں لاء اینڈ آرڈر پر discussion ہے، آئی جی اور ہوم سیکرٹری دونوں یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ رانا صاحب نے جو محرم کے حوالے سے بات کی ہے میں اس حوالے سے اس کو بھی second کرتا ہوں کہ اس دفعہ کافی محنت ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بھی محنت کی ہے لیکن میڈیا کو بھی شاباش ہے۔ آپ ان کو بھی شاباش دیں جنہوں نے اچھا کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: انہوں نے محنت کی ہے، ظاہر ہے سب مل کر اس میں محنت کرتے ہیں، میرا بہاولپور سے تعلق ہے دو دفعہ ڈی سی او، دو دفعہ ڈی پی او اور ایک دفعہ ڈی ایس پی نے دو تین مقامات پر signal دیا کہ آپ پہنچیں۔ ظاہر ہے سب کو لاء اینڈ آرڈر بہتر ہونا مطلوب ہے اور فرقہ واریت کو سنبھالنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ راولپنڈی کے واقعہ کو رانا صاحب نے افسوس کے ساتھ ذکر کیا ہے اور سب کو اس پر افسوس ہے۔ اس میں جو بھی ٹربیونل بنا ہے اس کی رپورٹ آئے اور اس میں جو بھی lapses ہیں، ظاہر ہے ہم نے بھی براہ راست معلومات لی ہیں۔ اس ملک کے اندر ایک ادارہ ملی یکجہتی کونسل ہے جو دینی جماعتوں پر مشتمل ہے اس میں ایک کمیشن ہے جو آپس میں تعلقات کو بہتر کرنے کے حوالے سے ہے میں اس کا چیئرمین ہوں اس لئے میں نے ساری معلومات لیں، کچھ دوست وہاں پر پہنچے، میں خود بھی وہاں پہنچا اور وہاں جا کر حالات و واقعات کا جائزہ لیا۔ بہر حال اس میں administrative lapse موجود تھا جس کو cover کیا جانا چاہئے اور اس کو دیکھنا چاہئے۔ جو lapses ہوئے اور سُستی ہوئی اس پر punishment بھی ہونی چاہئے تاکہ مستقبل کے اندر اس طرح کا واقعہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: یہ تو punishment نہیں کر سکتے وہ تو عدالت ہی کرے گی اور evidence پر کرے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! آپ یہ بات ٹھیک کر رہے ہیں لیکن جو وہاں پر چیزیں manage کرنے والی تھیں اور جنہوں نے ان چیزوں کو ٹھیک طریقے سے لے کر آگے چلنا تھا اگر انہوں نے سُستی کی ہے تو اُس پر administrative decision ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے کہ رب تعالیٰ نے ہمیں انسان بنایا ہے اور کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** بھی عطا کیا ہے اس کلمے کے پیچھے ایک پورا نظام ہے۔ قرآن ہے، نبی پاکؐ کی ذات ہے اور ان کے ذریعے سے لائی ہوئی شریعت ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے جب اس کی دعوت کو پیش کیا تھا تو ایک موقع پر یہ بات کی تھی کہ جب یہ دین قائم ہو جائے گا تو اس میں امن و امان کی یہ کیفیت ہو گی کہ ایک خاتون یمن (صنعاء) سے اکیلی سواری پر چلے

گی جو سونے زیور سے لدی ہوئی ہو گی اس پر زیور اچھل رہا ہو گا اور وہ حرم تک آئے گی لیکن اُس کو راستے میں کوئی بھی میلی آنکھ سے دیکھنے والا نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ کرے ہمارا ملک بھی ایسا ہی ہو جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جب دین قائم ہو گیا اور حضرت عمر مدینہ منورہ رات کو معمول کے مطابق گشت پر تھے انہیں آہٹ ہوئی کہ رات کے اندھیرے میں کوئی مدینہ منورہ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ خلیفۃ المسلمین لپک کر اُس طرف گئے انہوں نے رات کے اندھیرے میں دیکھا کہ ایک اونٹ آ رہا ہے اور اس پر کوئی سوار ہے۔ آپ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی مہار کو پکڑا جس کی وجہ سے وہ رک گیا۔ آپ نے رعب کے ساتھ پوچھا کہ رات کے اندھیرے میں کون مدینہ منورہ میں داخل ہوا جاتا ہے؟ آگے سے اسی رعب کے ساتھ ایک خاتون کی آواز آئی کہ میرے اونٹ کی مہار کو پکڑنے کی کیسے جرأت ہوئی ہے کیونکہ اس کو راستے میں کسی نے نہیں روکا تھا۔ جب آپ نے اپنا تعارف کرایا تو وہ سمجھ گئی کہ یہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئی ہو؟ اُس نے کہا کہ میں یمن (صنعاء) سے آئی ہوں۔ اس پر حضرت عمر فاروق نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ جو پیشین گوئی آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ نے کی تھی وہ اِن کے دور کے اندر پوری ہو رہی ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ دین اسلام کا بنیادی وصف ہے اگر یہ مکمل طور پر نافذ ہو جائے تو اس کے ذریعے سے چیزیں facilitate ہوتی ہیں، بہتر ہوتی ہیں اور اللہ رب العالمین کی برکت اس کے ذریعے سے نازل ہوتی ہے۔ میں اس حوالے سے سب سے پہلے آئین کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ میرے ہاتھ میں یہ آئین پاکستان ہے اس کا سیکشن 2 ہے جس میں لکھا ہے کہ:

Islam shall be the state religion of Pakistan.

جناب سپیکر: آپ اس کا سیکشن 25 بھی پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں آگے آ رہا ہوں اس کا سیکشن (1)227 ہے---

جناب سپیکر: اس سے پہلے سیکشن 25 کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کو بھی دیکھتا ہوں۔ میں پہلے (1)227 کی بات کر رہا ہوں اس میں لکھا ہے کہ:

227(1) All existing laws shall be brought in conformity with the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah, in this part referred to

as the Injunctions of Islam, and no law shall be enacted which is repugnant to such Injunctions.

یہ ہمارے آئین کے اندر لکھا ہے اور اس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل بنی۔ اس کے سیکشن 230(4) میں ہے کہ:

230(4). The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt, and [Majlis-e-Shoora (Parliament)] and the Assembly, after considering the report, shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report.

جناب والا! اس وقت ملک کے اندر جو نظام قانون ہے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ صریحاً اس آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ میں آج آپ کے توسط سے یہ بات حکومت کے ایوانوں کے اندر پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس خلاف ورزی کو ختم کیا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ دے دی ہے جو یہاں اسمبلیوں کے اندر پیش ہوتی رہی ہے اب اگر اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے تو اس کی تمام تر ذمہ داری حکمرانوں اور پارلیمنٹ پر عائد ہوتی ہے۔ ایوان کے دونوں طرف جو بھائی دوست بیٹھے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو endorse کریں۔ یہ جو خلاف ورزی ہو رہی ہے یہ خلاف ورزی نہ صرف آئین کی ہے بلکہ جو کلمہ **لآ الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہم نے پڑھا ہے یہ سارا نظام اس کے الٹ چل رہا ہے۔ نظامِ قانون انگریز کا ہے اور نظام معیشت سود کا ہے۔ اب نظامِ قانون کو لیں تو سورۃ المآئدہ کے اندر رب تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے اور کھل کر کہی ہے۔ ظاہر ہے رب کو رب رہنے کے لئے میرے اور آپ کے ووٹوں کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اس نے سورۃ المآئدہ کی آیت نمبر 44,45 اور 47 میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

جو لوگ میرے بھیجے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے کافر ہیں۔ ظلمون ظالم ہیں، فاسقون فاسق ہیں۔ یعنی یہ واضح بات اللہ رب العالمین نے اس حوالے سے قرآن میں ارشاد فرمائی ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے صوبے اور ملک کے بارے میں کچھ بتائیں کہ لاء اینڈ آرڈر میں what should they do?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ بنیادی بات ہے اور اب میں اس طرف بھی آتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے کہ یہ اپوزیشن جو بات کرتی ہے۔۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو discussion میں حصہ لیا جاتا ہے یہ کوئی مخالفت برائے مخالفت نہیں ہوتا بلکہ ہم پبلک کے نمائندے ہیں اور grass roots level پر جن چیزوں کو دیکھتے ہیں، سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں ان کو یہاں پر reflect کرتے ہیں۔ ہمارے لوگ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے مسائل اسمبلی کے floor پر اٹھائے جائیں تاکہ اُن کے حل کی کوئی سبیل پیدا ہو لیکن ہمارے ہاں یہ عجیب کلچر بن گیا ہے کہ جو گورنمنٹ کی طرف بیٹھے ہوتے ہیں اُن پر پابندی ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اُدھر کھڑا کر دیتا ہوں اگر آپ چاہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو کیا میں اپنی بات مکمل کر لوں؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں آئی جی صاحب سے ملا اور ہوم سیکرٹری صاحب سے بھی علیحدہ ملاقات کی۔ میں یہ بات تنقید کے لئے نہیں کر رہا ہوں کہ ہوم سیکرٹری responsible ہیں یا آئی جی صاحب نے یہ سارا کلچر develop کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دو تین مہینے پہلے لگے ہیں اور ڈیڑھ دو سال میں انہوں نے ریٹائر بھی ہو جانا ہے۔ میں نے ملاقات میں بھی ان سے کہا تھا کہ یہ جو period آپ کو ملا ہے اس کی جوابدہی تو عوام کو کرنی ہے لیکن اللہ کو بھی اس کی جوابدہی کرنی ہے۔ میں جو عملی بات کر رہا ہوں کہ تھانے کے اندر جو بھی شخص داخل ہوتا ہے، ماشاء اللہ کوئی تھانہ ایسا

ہے جہاں پر کلچر نہیں ہے؟ شاید میری معلومات میں نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ تھانے کے اندر اگر کوئی شخص داخل ہوتا ہے تو وہاں پر جو تھانہ انچارج صاحب اور اہلکاران بیٹھے ہوتے ہیں وہ ہر آنے والے آدمی کو ایک "سامی" سمجھتے ہیں۔ مدعی ہو یا ملزم دونوں سے پیسے نکلوانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی حتیٰ الوسع کوشش ہوتی ہے کہ ہم کچھ نہ کچھ ان کی جیبوں سے نکال لیں، اب یہ کلچر بن گیا ہے۔ میں ماضی کی بات کرتا ہوں، میں تیسری دفعہ پارلیمنٹ میں آیا ہوں۔ جب میں پہلی دفعہ اسمبلی میں آیا تھا اُس وقت جب ڈی آئی جی اور ایس ایس پی صاحبان سے کبھی کسی انسپکٹر یا سب انسپکٹر کے بارے میں بات ہوتی تھی کہ یہ رشوت لیتا ہے اور ٹھیک آدمی نہیں ہے۔ بارہا مجھے یہ تجربہ ہے کہ ڈی آئی جی یا ایس ایس پی صاحبان نے فوراً اپنی ڈائری نکالی اور لکھا کہ میں یہ note کرتا ہوں اور اس کو چیک کروں گا لیکن اب اگر یہ بات کرتے ہیں تو وہاں سے جواب یہ آتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بات یہ ہے کہ پورے کا پورا معاشرہ گر گیا ہے ہر جگہ کرپشن ہے بلکہ ہر ڈیپارٹمنٹ میں کرپشن ہے لہذا یہ جب سارا کچھ ٹھیک ہو جائے گا تو یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ دلیل تو ٹھیک ہے مطلب face saving کے لئے اپنی دلیل دی جا سکتی ہے لیکن ہر ایک کو اپنی responsibilities کو سمجھنا چاہئے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کلچر کو بدلنے کے لئے کوئی دور رس اقدامات کی ضرورت ہے مجھے معلوم ہے کہ ماضی میں میاں محمد شہباز شریف نے اچھے اقدامات کئے۔ وہ بھی اس پر concerned ہوتے ہیں، ان سے بھی میری one to one اس حوالے سے بات ہوئی تھی اور میں نے کہا کہ آپ نے ماضی کے اندر بہت سارے اقدامات کئے، آپ نے تنخواہیں بڑھائیں اور آپ نے equipment بھی بہتر دیا لیکن ان سب چیزوں کے باوجود کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا۔ آپ کی اتنی ساری کوششیں ہیں، آپ بعض مقامات پر پہنچتے بھی ہیں اور کوشش بھی کرتے ہیں لیکن چیزوں کی اصلاح نہیں ہو رہی ہے۔ وقتی طور پر کوئی چیز ٹھیک ہو جاتی ہے لیکن بالعموم پبلک اس تھانہ کلچر سے بالکل تنگ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک دو چیزوں سے ٹھیک ہونے والا نہیں ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ جس طرح پارلیمنٹ میں ممبران بیٹھے ہیں اس پر ایک کمیٹی بنے اور بیٹھ کر اس پر دور رس بات ہو کیونکہ سرکاری محکموں میں تھانہ سب سے زیادہ اہم ہے اس کے اندر بہت سے معاملات آتے ہیں۔ آج کے اخبارات کے اندر ہائیکورٹ کا یہ version تھا کہ اگر تفتیش ٹھیک نہیں ہوتی تو اس کے نتیجے میں فیصلے بھی ٹھیک نہیں ہو سکتے تو یہ بنیادی اہمیت کا ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو درست کرنے کے حوالے سے ہمیں اس میں محنت کرنی چاہئے۔ رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ قبضہ گروپوں کے حوالے سے اتنے مقدمات ہوئے ہیں یہ اچھی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں

کہ اس کو دیکھنا چاہئے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ قبضہ گروپ تھانوں کی ملی بھگت کے بغیر کام نہیں کرتے۔ ہمارا اس حوالے سے تجربہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ بھی کرتے رہے ہیں؟ تجربہ اس کام کا ہوتا ہے جو کبھی کیا ہو۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر کبھی کروں گا تو انشاء اللہ آپ کو حصہ دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میرا مطلب ہے مشاہدہ کہہ دیں کیونکہ تجربے اور مشاہدے میں بڑا فرق ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ اس طرح کی ملی بھگت کے بغیر نہیں ہوتا۔ یہ تجربہ ہے کیونکہ ہم لوگوں کو deal کر رہے ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کی اصلاح ہونی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل اصلاح ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو سنبل کیس ہوا، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جو اس سلسلے میں ٹیم بنی تھی جس میں آئی جی صاحب اور ان کی ٹیم نے دن رات محنت کی لیکن ultimately ابھی تک اس کا کوئی خاص نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اس میں محنت میں کمی نہیں ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ اخبارات کو اٹھا کر دیکھیں تو روز اخبارات کے اندر یہ cases ہوتے ہیں اور اس طرح کے بہت سی بچیوں کے rape کے cases ہوتے ہیں اور وہ رپورٹ نہیں ہوتے۔ لوگ اپنی عزت کی خاطر اس کی رپورٹ نہیں کرواتے کہ پھر نیا سلسلہ چل پڑے گا اور اپنی عزت خراب ہوگی لیکن یہ cases ہو رہے ہیں۔ اس میں، میں پولیس کو allegate نہیں کر رہا ہوں۔ جب واقعہ ہو جاتا ہے تو پولیس نے پھر اس کی investigation کر کے مجرموں کو پکڑنا ہے، identify کرنا ہے، مقدمہ چلنا ہے اور عدلیہ نے سزا دینی ہے پھر deterrence ہوگی لیکن گزارش یہ ہے کہ اس پر ایک study کی ضرورت ہے اور بیٹھ کر اس پر بات کرنے کی ضرورت ہے، کچھ لوگ مل بیٹھیں اور اس کی comprehensive study کریں کہ اس معاشرے کو کس طرف لے جایا جا رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ ہمارا جو میڈیا ہے، اس میں جو electronics media ہے ظاہر ہے جو کارکن اوپر بیٹھے ہیں ان کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کو مالکان جو پالیسی دیتے ہیں اور باہر والے پالیسی دیتے ہیں اس کے مطابق ہوتا ہے۔ ہر ٹی وی چینل پر خبرنامے کے اندر ایسے اشتہارات ہوتے ہیں کہ جس میں خواتین شامل ہوتی ہیں، پھر اس طرح کی فلمیں، اس طرح کے ڈرامے اور اس طرح کی چیزیں دکھاتے ہیں جس

میں مرد وزن کا اختلاط ہوتا ہے،اس طرح کے معاملات میں کسی ڈاکو یا ڈکیت کو ہیرو بنا کر دکھاتے ہیں اس سے instigation ہوتی ہے اس کو بھی چیک کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے لئے مل بیٹھ کر سوچنا چاہئے کہ ہم معاشرے کو کس طرف لے کر جا رہے ہیں۔یہ اتنا simple معاملہ نہیں ہے کہ چیف منسٹر صاحب ایک rape والے case میں پہنچیں اور اسی کو لے کر چلتے رہیں۔اس کا ایک پارٹ تو ٹھیک ہے لیکن بات یہ ہے کہ اس پر ایک comprehensive strategy بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ multidimensional وجوہات ہیں اس وقت معاشرے کے اندر جو اخلاقی انحطاط ہے اس کے علاوہ سٹریٹ کرائم بہت بڑھ گیا ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح rape کے cases رپورٹ نہیں ہوتے اسی طرح 80 فیصد سٹریٹ کرائم تھانے میں رپورٹ نہیں ہوتے۔جس کا موبائل چھینا جاتا ہے یا پانچ یا دس ہزار روپے جیب میں سے نکل جاتے ہیں وہ سمجھتا ہے کہ اب میں تھانے جاؤں گا اس کی رپورٹ کروں گا تو investigation کے لئے تھانیدار آ جائے گا اور وہ کہے گا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلائیں۔یہ ساری چیزیں عملی طور پر نیچے ہو رہی ہوتی ہیں پھر لوگ سمجھتے ہیں کہ اب پانچ یا دس ہزار کا نقصان ہو گیا، کوئی بٹوا نکل گیا یا موبائل کسی نے چھین لیا ہے بس چھوڑو دفعہ کرو اللہ کو یہی منظور تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان کو کوئی positive تجویز دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں positive تجویز ہے کہ ہمیں اس پر سوچنا ہے کہ بحیثیت مجموعی اس کی کیا وجہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کچھ suggest کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں suggest کر رہا ہوں۔DPO اور RPO صاحب سے discussion ہوئی ہے اور میں خود اس پر convince ہوں کہ اس وقت جو ملک کی معاشی صورتحال ہے اور بے روزگاری ہے۔میرے پاس ایم اے پاس نوجوان آتے ہیں اور وہ مجھے کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ہمیں ٹی ایم اے میں آپ جمعدار لگوا دیں۔میں نے دو تین بچوں سے پوچھا کہ آپ جمعدار لگیں گے، آپ نے ایم اے کیا ہے آپ پر والدین کا اتنا خرچہ آیا ہے تو کہتے ہیں کہ نوکری نہیں ہے۔ہم گٹر کے اندر گھس جائیں گے، ہم سڑکوں پر جھاڑو دے لیں گے، ہم صاحب کا واش روم صاف کر دیں گے یہ سب کام ہم کریں گے لیکن ہمیں نوکری چاہئے۔یہ آخری حد ہے اس کے بعد اگر آپ معاشی نمو نہیں کریں گے اور روزگار کے مواقع پیدا نہیں کریں گے، مجھے احساس ہے کہ 100 فیصد نوجوان سرکاری شعبے کے اندر نہیں کھپ سکتے ہیں لیکن آپ کو ملکی معاشی حالت کو بہت ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے جس کے

نتیجے میں جب نوجوان روزگار میں جائے گا تو میں عرض کرتا ہوں کہ سٹریٹ کرائم میں بھی کمی ہوگی۔ میں آپ کی خدمت میں یہ positive بات کر رہا ہوں اس پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات کو appreciate کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں، میں اگلی بات terrorism کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں، یہ سب سے بڑی بات ہے۔ فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو terrorism کا معاملہ ہے اس میں تمام modalities خودکش بمبار اور دھماکے سب کچھ ہیں۔ یہ اس ملک کے اندر کب سے شروع ہوئے ہیں؟ یہ 9/11 کے بعد شروع ہوئے ہیں۔ جب سے امریکہ اپنی 46 ملکی اتحادیوں کی فوج کو لا کر physically خود افغانستان میں آن وارد ہوا اس کے بعد یہاں پر حالات خراب ہو گئے ہیں اس سے پہلے یہاں پر کوئی خودکش بمبار تھے نہ دھماکے تھے بلکہ کچھ بھی نہیں تھا۔ ہم اس مشکل کے اندر پھنس گئے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اس terrorism کی جنگ کے اندر جو لاء اینڈ آرڈر کی خرابیاں ہوئی ہیں وہ اپنی جگہ ہیں۔ اب گورنمنٹ کے statistics کم و بیش اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ 100 بلین ڈالر جو کہ اس غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی اس جنگ پر لگ چکی ہے۔ ہمیں نتیجے میں کیا حاصل ہوا ہے کہ افواج پاکستان اور جنرل پبلک کے شہداء ہیں اور امریکہ مسلسل ڈرون کے ذریعے حملے کر رہا ہے جس پر ہمارا تین دن سے اسمبلی کے اندر جھگڑا چل رہا ہے تو ہمیں اس پالیسی کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا کے لئے ہمیں اس جنگ سے باہر آنا چاہئے۔ ہم امریکہ سے کیوں ڈرتے ہیں سپریم پاور تو اللہ کی ذات ہے۔ انشاء اللہ جب ہم اللہ پر بھروسہ کریں گے تو رب تعالیٰ ہمیں ان مشکلات میں سے نکالے گا۔ ہم دو اور دو چار کر کے نتیجہ نکالتے ہیں اور رب کو اس میں سے نکال دیتے ہیں۔ اس میں اگلی بات میں یہ عرض کروں گا کہ اگر terrorism ہوتی ہے تو پولیس کو allegate straightaway کرتے ہیں یہ غلط ہے۔ پولیس کا کام تو visible enemy کو contest کرنا ہے، اس کا مقابلہ کرنا ہے، اس کو پکڑنا ہے اور جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کے علاوہ ہو جاتا ہے۔ اصل میں خرابی یہ ہے کہ ان چیزوں کی foresee کرنا، یہ کام intelligence agencies کا ہے جو اس وقت بالکل اتنی منہ زور ہیں کہ پرائم منسٹر کے حکم کو خاطر میں لاتی ہیں نہ چیف جسٹس کی چیخ و پکار کسی کام آتی ہے، ان کا کام ہے کہ یہ پہلے بتائیں۔

جناب سپیکر:ایسی بات نہیں ہے،آپ میری بات سُنیں۔جو کچھ وہ جانتے ہیں وہ میں اور آپ نہیں جانتے۔مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چلیں،یہ آپ کاpoint of viewہے۔میں آپ کی بات سے بھیagreeکرتا ہوں۔میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ایجنسیوں کا کام ہے کہ یہ رپورٹ کریں۔آج سے پانچ،چھ سال پہلے کی بات ہے، بہاولپور میں ایک میٹنگ تھی اس میں اتفاق سے ڈسٹرکٹ ہیڈ نے ایجنسیوں کو بھی بلایا ہوا تھا ساری رپورٹ پیش ہوئی،ساری باتیں ہو رہی تھیں،ایس ایس پی صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے کہا کہ یہ چھ،سات ایجنسیوں کے کرنل کمانڈنٹ،آئی ایس آئی کے بیٹھے ہیں،ایم آئی کے میجر بیٹھے ہیں اور باقی ایجنسیاں بھی ہیں کیا انہوں نے آپ کو کسی بڑے دہشت گرد یا اس طرح کے جو بڑے مجرم ہیں ان کی بھی کبھیbeforehandنشاندہی کی ہے؟اخبارات میں صرف یہ خبر آ جاتی ہے کہ پنجاب میں اتنے دہشتگرد داخل ہو گئے ہیں۔کیا انہوں نے آپ کو کبھی اس حوالے سے کوئی نشاندہی کی ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں،آج تک انہوں نے ہمیں کچھ نہیں بتایا۔

جناب سپیکر: جی،وہ کوارٹرز ہوتے ہیں جہاں انہوں نے بتانا ہوتا ہے وہ ہر ایک کو نہیں بتاتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: وہ کرتے کیا ہیں؟ وہ صرف سیاستدانوں کی،اپوزیشن کی ڈائریاں بناتے رہتے ہیں کہ یہ صبح کب نکلتے ہیں،رات کو کب نکلتے ہیں،کب پہنچے ہیں،کون سی گاڑی میں بیٹھے ہیں،کس کو ملے ہیں؟ان کو یہی کام ملے ہوتے ہیں ان کا جو اصل کام ہے وہ نہیں کرتے۔اس کو بھیrectifyاور renovationکرنے کی بہت ضرورت ہے۔میں بات کو ختم کرتے ہوئے دفعہ 182 کی طرف آتا ہوں۔بہت سارے جھوٹے مقدمات تھانوں میں درج ہوتے ہیں۔اس بحث کو چھوڑتے ہوئے کہ کیسے درج ہوتے ہیں،جب مقدمہ درج ہو جاتا ہے تو پھر کافی تگ و دو کے بعد جس میں جائز و ناجائز، قانونی و غیر قانونی تگ و دو شامل ہوتی ہے،پیسے بھی دینے پڑتے ہیں،دباؤ بھی ڈالنا پڑتا ہے،فون بھی کرنے پڑتے ہیں بعض اوقات خود بھی جانا پڑتا ہے اس کے بعد وہ مقدمہ خارج ہو جاتا ہے اور ایک بڑی مصیبت سے مدعی گزرتا ہے جس پر جھوٹا مقدمہ درج ہوا ہوتا ہے اب اس کے بعد دفعہ 182لگ جاتی ہے۔میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئی جی صاحب یہاں پر کوئی ریکارڈ پیش کریں کہ آج تک دفعہ 182کے تحت کتنے لوگوں کو سزا ملی ہے؟میرے خیال میں کوئی سزا نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر:آپ سوال دیں گے تو پھر ہم جواب لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سوال بھی پوچھ لوں گا۔ابھی میں صرف بات کر رہا ہوں کہ اس میں کسی کو کوئی سزا نہیں ہوتی۔اب یہ بات تو positive ہے اس کو وزیر قانون صاحب دیکھیں۔

جناب سپیکر: سزا انہوں نے نہیں دینی ہوتی وہ عدالت میں جاتے ہیں، اس کا کلندرا بنتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔ میں یہ suggest کرتا ہوں کہ جس دفعہ کے تحت، جس قانون کے تحت یا جن دفعات کے تحت کوئی شخص غلط مقدمہ درج کرواتا ہے اور پھر وہ خارج ہوتا ہے تو انہی دفعات کے تحت، دفعہ 182 کو چھوڑ دیں، انہی دفعات کے تحت غلط پرچہ درج کروانے والے کے اوپر بھی مقدمہ درج کیا جائے۔ ہمیں اس پر legislation کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: تو اس پر legislation کریں۔.You are legislators

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اسمبلی کا کام ہے کہ اس حوالے سے جو public grievances ہیں ان کو address کرنے کے لئے ضروری قانون سازی کی جائے۔ابھی بھی ہمارے قانون میں لکھا ہوا ہے کہ جو حوالدار کا گھوڑا ہوگا اس کو آٹھ آنے راتب ملے گا اور جو سپاہی کا گھوڑا ہوگا اس کو چار آنے راتب ملے گا یہ جو کرنے والے کام ہیں ہمیں اسے کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! آخر میں ، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بعض اوقات پولیس کا استعمال سیاسی معاملات میں کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کتنی بار آپ آخر کریں گے ؟آپ کی طرف سے یہ تیسری بار آخر ہو رہا ہے۔(قہقہہ)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس کو politically استعمال کیا جاتا ہے۔

MR SPEAKER: No, not at all. Not in this age.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا ظرف بڑا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے ایسا نہیں لگتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ سب کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور ایسی کوئی بات نہیں سُنتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ پھر کوئی ایسی مثال لے آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ابھی بتاتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ پچھلے ایک ہفتہ سے پنجاب یونیورسٹی میں ایک معاملہ چل رہا ہے اور اس حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے، اس گند کے اندر میں پتھر نہیں پھینکنا چاہتا، جو پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مجاہد کامران صاحب کرتے ہیں اور کرواتے ہیں، گزارش یہ ہے کہ ابھی پچھلے دِنوں جو کچھ بھی ہوا اس کی تفصیل بڑی لمبی ہے۔ میں اس حوالے سے رانا مشہود احمد خان صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات بھی کروں گا۔ اس حوالے سے معاملات کو ٹھیک ہونا چاہئے اور یہ جو معاملہ چل رہا ہے اس کو مسلسل الجھایا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، الزام تراشی غلط ہوتی ہے میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس کو استعمال کرتے ہوئے مقدمات درج کئے گئے اور طلباء پر ATA-7 لگا دی گئی، طلباء پر ATA-7 کے تحت آٹھ مقدمات درج کئے گئے مگر جب وہ عدالت میں پہنچے ایک لمحے میں جج صاحب نے اس معاملہ کو سمجھ لیا اور انہوں نے یہ آرڈر جاری کیا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، جو عدالت نے فیصلہ کیا ہے اس پر ہم کیا comments کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ جو دفعہ ATA-7 لگی ہے، یہ ناجائز لگی ہے اس کو خارج کیا جائے اور ان کو دفعہ 30 کے تحت اور باقی دفعات کے ساتھ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔ آپ نے مجھ سے عرض کیا تھا ان کہ مثال لے کر آئیں تو میں آپ کی خدمت میں پرسوں کی نقد مثال دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس افسران بحیثیت مجموعی جو افسران کی lot ہے، جو سی ایس پی افسران ہیں وہ اس حوالے سے بہتر ہیں، وہ کام کو manage کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ جو اس حوالے سے intrigue ہوتی ہے، یہ درست نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حالات ان کے ذریعے بھی بہتری کی طرف مائل ہو سکتے ہیں لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں گے تو میں اس پر ایک گھنٹہ بات کر سکتا ہوں اس حوالے سے بہت سارے مقدمات ہیں۔

جناب سپیکر: کیا میں آپ کو ایک گھنٹہ بات کرنے دوں؟ یہ ایوان صرف آپ کا اور میرا تو نہیں ہے۔ یہ دوسروں کا بھی ہے، ان کا بھی حق ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میری ساری گفتگو میں پانچ، دس منٹ تو آپ نے بھی لئے ہیں۔ اس کے لئے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں، آپ اس میں مدد کرتے رہے ہیں۔(قہقہہ)

میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ ساری باتیں تنقید برائے تنقید نہیں ہیں۔ ہم پبلک کے ساتھ بیٹھتے ہیں، پبلک کے معاملات کو face کرتے ہیں اور جو پولیس کی مشکلات ہیں وہ بھی میرے علم میں ہیں۔ جیسا کہ duty hours، اس پر کئی دفعہ پہلے بھی بات ہوئی ہے۔ ان کو آپ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی کے لئے تنخواہ دیتے ہیں مگر ڈیوٹی چوبیس گھنٹے کی لیتے ہیں۔ اب ایک انسپکٹر مجھے بتا رہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب اگر میں کسی ڈکیت کا پیچھا کرنے کے لئے تین دن اور تین راتوں سے محنت کر رہا ہوں، اس کو پکڑ کر لے آتا ہوں اور چوتھے دن اگر میں اپنی وردی اُتار کر دو تین گھنٹے سونے کے لئے لیٹا ہوں تو ڈی پی او صاحب کا فون آئے گا کہ ڈیوٹی پر حاضر ہو وہ میری بات سُننے کے لئے بالکل تیار بھی نہیں ہوں گے کہ میں نے تین دن اور تین راتوں سے آرام نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مجھے آ جانا چاہئے اور جو میں اگلا آرڈر کروں اس کے لئے حاضر ہونا چاہئے۔ یہ چیزیں کس نے address کرنی ہیں؟ ان کے duty hours کو آپ صحیح طریقے سے دیکھیں۔ اس کے علاوہ posting and transfers میں پسند ناپسند اس طرح کی بھی چیزیں ہوتی ہیں اب اگر ایک ایس ایچ او لگتا ہے، ڈی ایس پی لگتا ہے اور اس کو لگے ہوئے ابھی چار پانچ دن ہوتے ہیں یا چار مہینے ہوتے ہیں تو آرڈر آ جاتا ہے کہ اس کو تبدیل کرو اور اس کی جگہ نیا بندہ آ جاتا ہے، اس کی فیملی کہاں پر ہے، اس کے بچے کہاں تعلیم حاصل کریں گے؟ کوئی یہ دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ان کی کارکردگی میں hindrance create کرتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بھی redress کرنے کی ضرورت ہے۔ جب آپ ان سے سارا کام لینا چاہتے ہیں اور ان کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں تو ان کی مشکلات یا پریشانیوں کا بھی ازالہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کے حکم پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میرے پاس جناب احسن ریاض فتیانہ کا نام لکھا ہوا ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے آپ پیپلز پارٹی کی طرف سے ہی بات کریں گے لیکن میرے پاس جو ناموں کی لسٹ ہے اس کے مطابق آپ کا نام میرے پاس نہیں ہے۔ جناب احسن ریاض فتیانہ! اس بات کا خیال رکھئے گا کہ میں نے ٹھیک چار بجے اجلاس ختم کر دینا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو پہلے ختم کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، دوسرے صاحبان بھی ہیں، انہوں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ انتہائی important topic ہے۔

جناب سپیکر: آپ positive بات کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس ایوان میں positive بات کرنے کے لئے ہی موجود ہوں۔ ہم اس ایوان میں اسی لئے اکٹھے ہوتے ہیں تاکہ اس صوبے کو آگے لے کر چل سکیں اور positive بات کریں لیکن مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ آج اتنا important topic ہے اور ہم کتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں؟ اپوزیشن سے بھی اور حکومتی بنچوں سے بھی دونوں اطراف سے جو ممبران کی سنجیدگی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر: ابھی اور بھی جا رہے ہیں، پھر آپ کیا کریں گے؟ (قہقہہ)

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ ایوان کے Custodian ہیں یہ چیز آپ کو دیکھنی چاہئے کہ ممبران کی تعداد پوری ہو۔

جناب سپیکر: .No, I can't bound them آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کریں۔ اگر کوئی indication دینا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! seriousness of the House تو یہ ہے کہ ممبران ایوان میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ریکارڈ ہو رہی ہے اور باقاعدہ طور پر کارروائی کا حصہ بن رہی ہے۔ آپ اپنی بات کریں، ہم اس کا جواب لیں گے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ اپیل ہے کہ آپ براہ مہربانی لاء اینڈ آرڈر پر بحث کل پر لے جائیں کیونکہ آج ہمارا کورم incomplete ہے۔

جناب سپیکر: لو جی، انہوں نے کورم point out کر دیا ہے، ان کی مرضی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی اور معزز ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ یہاں پر جو بھی تجاویز دینا چاہتے ہیں ان کو نوٹ کرنے کے لئے آفیسرز گیلری میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے افسران بھی بیٹھے ہیں۔ اس سے پہلے ہوم سیکرٹری اور آئی جی (پی) خود بیٹھے ہوئے تھے۔ میں یہاں پر موجود ہوں، باقی ممبران جنہوں نے یہاں پر تجاویز نہیں دینی یا تقریر میں حصہ نہیں لینا ان کا یہاں پر موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس وقت کوئی legislation تو نہیں ہو رہی۔ ان کا یہاں پر موجود ہونا ضروری نہیں ہے، صرف یہاں پر نہ ہی کسی اور اسمبلی میں بلکہ پوری دنیا میں یہاں تک کہ جو Mother of Parliament ہے وہاں پر بھی یہ ضروری نہیں ہوتا جن لوگوں نے تجاویز نہیں دینی یا جنہوں نے proceeding میں حصہ نہیں لینا وہ اپنا وقت کسی اور جگہ پر زیادہ بہتر طریقے سے خرچ کر سکتے ہیں۔ یہاں پر جو صاحبان بیٹھے ہیں جو تجاویز وہ دیں گے گورنمنٹ بھی ان کو نوٹ کرے گی، ڈیپارٹمنٹ بھی ان کو نوٹ کریں گے اور ان سے راہنمائی حاصل کریں گے۔ اس بات کو اس طرح سے interpret کرنا کہ یہاں پر کوئی موجود نہیں ہے یا seriousness نہیں ہے تو یہ بات مناسب نہیں ہے۔ ہاں legislation ایک ایسا عمل ہے کہ اس میں ایوان کو in quorum ہونا چاہئے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! میں یہاں پر عرض کرنا چاہوں گا کہ کورم کی نشاندہی کرنا پارلیمانی پریکٹس میں ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! کورم کی نشاندہی کرنا پارلیمانی روایت میں شامل ہے۔ یہ سب کچھ پارلیمنٹ کی history میں ہے اور آپ نے بھی دنیا کی بہت سی Parliaments دیکھی ہوئی ہیں، ماشاءاللہ آپ کا بڑا تجربہ ہے۔ This is a bad practice.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔It is bad and at least not good for you.آپ کا نام کل بھی نہیں آئے گا.This I tell youانہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے آج۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے اگر بحث کا آغاز نہیں کیا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ توindependentہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے، اسی طرح یہ بھی کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے لیکن یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: بہر حال.It is not a good practice

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپوزیشن کی ڈیمانڈ پر ہی لاء اینڈ آرڈر پر بحث رکھی گئی ہے اور اس میں وقت کا تعین بھی ہوا، اپوزیشن نے اس پر بحث کرنی ہے، اس ایوان کی روایت ہے کہ وقفہ سوالات میں، تحاریک التوائے کار میں، عام بحث میں اپوزیشن کے ایجنڈے پر جب بات ہو رہی ہو تو کبھی بھی کورم point out نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: لیکن اب انہوں نے کورمpoint outکر دیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ میری عرض سن لیں کہ یہ بحث اپوزیشن کا ہی ایجنڈا ہے اور ان کے کہنے پر یہ بحث ہو رہی ہے۔ اگر انہوں نے اسی طرح سے ہی جان چھڑانی ہے، اپوزیشن لیڈر پہلے ہی دوڑ گئے ہیں اب انہوں نے دوڑنا ہے تو پھر کل کا دن اس مقصد کے لئے مختص نہیں کیا جائے گا اور میں اس کی مخالفت کروں گا۔

جناب سپیکر: وہ جو میرے پاس آپ نے میٹنگ رکھی ہے وہ کتنے بجے رکھی ہوئی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ /قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!کل اجلاس شروع ہونے سے پہلے کرلیں لیکن کل کا دن پھر لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے مختص نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر:ایسی بات کرنے کی ابھی ضرورت نہیں ہے،بعد میں بیٹھ کر دیکھ لیں گے۔

جناب محمد سبطین خان:جناب والا!میں نے بھی کچھ گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر:آپ نے کورم کی نشاندہی کی ہے؟

جناب محمد سبطین خان:نہیں۔

جناب سپیکر:میں گنتی کروانے لگا ہوں۔This is not good.اب میرے کان میں آواز آچکی ہے میں کیسے اس کو نکال سکتا ہوں؟While I am sitting here.

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جب تک کورم کی کوئی نشاندہی نہ کرے۔

جناب سپیکر:کردی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! انہوں نے تو بات کی ہے،نشاندہی نہیں کی۔

جناب سپیکر:نہیں،کردی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیو نٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! آپ ان سے پوچھ لیں۔

جناب محمد سبطین خان:جناب سپیکر!صرف بات کی ہے،کورم کی نشاندہی نہیں کی۔ان کا یہ ایک point of viewتھا and he is independent memberآپ یہ دیکھ لیں کہ ہم اپوزیشن کے لوگ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:وہ کہیں کہ میں نے اس سے متعلق جتنے الفاظ ادا کئے ہیں وہ واپس لیتا ہوں پھر میں آپ کی بات مانوں گا۔

جناب محمد سبطین خان:جناب والا!آپ countingمت کروائیں وہ ان کا point of viewتھا،وہ گورنمنٹ اور اپوزیشن دونوں کے attitudeکی بات کررہے تھے،وہ دونوں کے رویوں کی بات کررہے

تھے۔ان کا یہ مطلب تھا کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کو آگے چلانا چاہ رہے ہیں۔صرف seriousness کا مطلب تھا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر آپ نے میری بات غور سے سنی ہو، میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہماری seriousness کتنی ہے اور دونوں sides of the House کی seriousness کتنی ہے؟ یہاں پر ایوان کے تقدس اور اہم مسئلے کا کسی کو کوئی لحاظ ہی نہیں ہے۔ہمارے ممبران کی اتنی تعداد بھی نہیں ہے کہ ہم آگے کی طرف چلتے لیکن اس کے باوجود such as ابھی تک کورم point out نہیں کیا۔

جناب سپیکر: چلیں! بس ٹھیک ہے آپ نے اپنے الفاظ واپس لے لئے۔اگر آپ نے کوئی ایسی بات کی ہے تو اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جی، کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: آپ دونوں حضرات میں سے کسی ایک نے ایسی بات کی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی بات واپس لے لی، بس ٹھیک ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! میں نے نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں، میں اُن کی بات کر رہا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میں اس وقت اپنی بات ابھی continue کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: اگر اب آپ بولنا چاہتے ہیں تو بولیں اور اپنی تقریر شروع کریں۔پانچ سات منٹ میں آپ کو اپنی بات کو ختم کرنا ہو گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: یہ میں آپ کو بتا دوں کہ میں نے چار بجے کے بعد آپ میں سے کسی کی بات نہیں سننی۔

جناب محمد سبطین خان: کل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: کل کا میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر ایک ایسی چیز ہے جو کہ ہر کسی کو نظر آ رہی ہے کہ اس ملک کے اندر دن بدن صورتحال بد سے بد تر ہوتی جا رہی ہے۔ یہ تو کہنا آسان ہے کہ صورتحال بد تر ہو رہی ہے لیکن ہمیں بنیادی طور پر اس کی وجوہات کو بھی تلاش کرنا ہوگا کہ یہ صورتحال کیوں بد تر ہوتی جا رہی ہے؟ اگر دیکھا جائے کہ مہنگائی اتنی ہو چکی ہے کہ عام آدمی کو دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں رہی، جب دو وقت کی روٹی ہی میسر نہ رہے تو کوئی بھی آدمی پھر باہر نکلنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ باہر نکلے اور کسی نہ کسی طرح اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھا جائے، مہنگائی تو ایک different topic ہے جس پر پورا دن بات ہو سکتی ہے۔ اگر میں اس کو لاء اینڈ آرڈر کی طرف continue کر لوں تو اس کی ایک بڑی وجہ عوام تک انصاف کا نہ پہنچنا بھی ہے کیونکہ اس وقت کرپشن آسمان تک پہنچی ہوئی ہے ، کرپشن کیوں آسمان تک ہے؟ وہ political postings کی وجہ سے آسمان پر ہے۔ دیکھا جائے کہ اس کے اندر جو political interference ہوتی ہے اور لوگوں کو ان کے اپنے ڈسٹرکٹ کے اندر as a police officer تعینات کر دیا جاتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اعلیٰ سطح سے لے کر چھوٹی سطح تک، انسپکٹر سے لے کر کانسٹیبل تک اپنے اپنے ہوم ڈسٹرکٹ میں تشریف فرما ہیں۔ جب وہ ان عہدوں پر اپنی ہی تحصیل میں آ کر لگ جاتے ہیں، لوکل تھانوں میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں تو وہ اپنے personal vendetta کے اوپر آ جاتے ہیں۔ وہ اس چیز کو بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے کس چیز کا oath اٹھایا تھا اور انہوں نے اس وردی کو کس چیز کے لئے پہنا تھا۔ وہ اپنی وردی کے تقدس کے ساتھ اس عوام کے حقوق کو لوٹتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا جو behaviour ہوتا ہے اس سے بھی ان پر عوام کا faith اٹھتا جا رہا ہے۔ ہم نے ماڈل تھانوں کے نام پر کروڑوں اربوں روپے کے تھانے تو بنا لئے ہیں لیکن کیا ہم پورے پنجاب کے اندر وہ ماڈل تھانے مہیا کر سکے ہیں؟ ہمیں ماڈل تھانوں کی نہیں؟ ہمیں ماڈل پولیس آفیسرز کی ضرورت ہے، ہمیں model law enforcement officers کی ضرورت ہے جو ایسے ہوں جن کی لوگ مثال دے سکیں۔ آگے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اسی کو ہی دیکھ لیں راولپنڈی کی example میرے معزز colleague نے پہلے ہی دے دی تھی جو کہ bad governance کی بہت اچھی مثال ہے۔ میں اس کے علاوہ اپنے حلقہ کی ایک example quote کر دیتا ہوں کہ دو اڑھائی ماہ پہلے وہاں پر ڈکیتی ہوئی۔ اس ڈکیتی کے اندر ایک سنار کی دکان لوٹی گئی اور وہاں پر ایک سبزی فروش کا قتل کر دیا گیا۔ عوام نے مشتعل ہو کر ایک ڈاکو مار دیا اور دوسرا پولیس کے حوالے کیا۔ بعد میں انکوائری میں علم ہوا اور مجھے بڑے

افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اس قانون کا محافظ تھا جو ڈکیتی کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ جب اس قانون کے محافظ ہی ہمیں لوٹنا شروع کر دیں گے تو پھر ہمارا کیا ہو گا؟ صرف یہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا main issue ہے جو کہ آج کل آ رہا ہے میں نے ایک دفعہ آئی جی صاحب سے ملاقات میں بھی انہیں point out کیا کہ ہم لوگ۔۔۔(قطع کلامی)

جناب سپیکر: پہلے مجھے یہ بتائیں کہ میں آپ کی بات سنوں یا ان کی سنوں؟ بڑا افسوس ہے۔ جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: ہم لوگ سوئی گیس کی چوری کے نام پر، واپڈا کی چوری کے نام پر ایسے ایسے جعلی پرچے دیتے ہیں اپنے postal vendetta پر political victimization کرتے ہیں ہمیں انہیں فوراً روکنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کو میری اس بات پر یقین نہ ہو تو آپ فیصل آباد ضلع کا صرف یہی ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں کہ وہاں پر پہلے کتنی فیکٹریوں پر پرچے دیئے گئے اور ان میں سے کتنی ابھی چل رہی ہیں یا تو وہ رشوت لے کر چل رہی ہیں یا پھر وہ جعلی پرچے دیئے گئے تھے۔ یہ تو وہاں کے افسران ہی بہتر decide کر سکتے ہیں کہ انہوں نے وہاں پر رشوتیں لیں یا انہوں نے جعلی پرچے دیئے۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر تب تک ٹھیک نہیں ہو گا جب تک قانون کے ٹھیکیدار اس کو ٹھیک نہیں کرنا چاہیں گے تو پھر بات وہیں جا کر پھنس جائے گی جہاں سے ہم شروع ہوئے تھے ہمیں ایسی قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے کہ جو کرپٹ افسران یا کرپٹ کانسٹیبلان ہیں یہ نہیں کہ ان کے خلاف انکوائری لگا دی جائے اور وہ انکوائری میں مدعی کو ڈرا دھمکا کر بٹھا دیں۔ جب ان کی انکوائری لگے یا ان کی investigation ہو تو انہیں وہاں سے فارغ کر دینا چاہئے۔ آئی جی صاحب کو بھی کہنا چاہئے اور ہم سب کو بھی اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ کوئی بھی بندہ اپنی home Tehsil or home district کے اندر تعینات نہ ہو۔ جب وہ باہر تعینات ہوں گے تو ٹھیک ہے ان کو تھوڑی difficulty ہو گی لیکن حکومت ان کو اتنی تنخواہ دیتی ہے۔ ہم نے پچھلے سال پولیس کو 5۔ ارب روپے کے قریب ایڈہاک کے طور پر دیا تھا تو میرے خیال میں ان کے اتنے issues نہیں ہونے چاہئیں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں اور آپ بھی اس چیز کا علم رکھتے ہیں کہ شاید ہمارے ممبران کی تنخواہیں ان سے کم ہوں گی۔ ایک ممبر جو لاء اینڈ آرڈر کے لئے اتنی محنت کر سکتا ہے اور قربانیاں دے سکتا ہے تو کیا ایک پولیس افسر جس کی نوکری ہی یہ ہے جس نے نوکری کی وردی پہنتے ہوئے ایک حلف اٹھایا تھا، ایک قسم اٹھائی تھی اگر وہ اس کی پاسداری نہیں کر سکتا اور ہم نہیں کرا سکتے تو پھر ہمیں ایسی پولیس اور ایسے قانون کے رکھوالوں سے جو ہمیں لوٹ لیں۔ میں یہی کہوں گا کہ مجھے اس سے آگے بولتے ہوئے افسوس ہے، میں الفاظ کی کمی کا شکار ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ چودھری صاحب! میرے خیال میں آپ یہ قربانی دے ہی دیں آج ان کو بولنے دیں۔

چودھری محمد اقبال: آپ نے فرمایا تھا کہ دوان کی طرف سے اور ایک ادھر سے بولے گا۔

جناب سپیکر: میں نے ایک قاعدہ بنایا تھا۔ دوان کے بول چکے ہیں اب ایک مقرر کے لئے ان کی باری ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں آپ کا ایک منٹ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: دو اپوزیشن سے بولیں گے اور ایک حکومتی بنچوں سے بولے گا۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ نے خود ہی اجازت دی تھی کہ دو بندے ان کے بولیں گے تیسرا ہمارا بولے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بھی ذرا جلدی سے wind up کر لیں۔

چودھری محمد اقبال: میں بات کر لوں؟

جناب سپیکر: جی، کر لیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! یہ جلدی کا فارمولا صرف میرے اوپر لاگو ہے؟ آپ کا بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے بڑے important topic پر بات کرنے کی اجازت دی جس کے لئے میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ دنیا کے اندر اس سے اہم کام اور کوئی ہے ہی نہیں۔ جتنے ملکوں نے ترقی کی ہے اور خوشحالی کی راہ پر چل رہے ہیں اور دنیا میں سپر پاور کا مقام حاصل کیا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے ملک کے اندر rule of law نافذ کیا ہے۔ جب تک کسی ملک کے اندر rule of law نافذ نہیں ہو گا اس ملک کے حالات اسی طرح رہیں گے۔ آپ چھوٹے چھوٹے ملک دیکھ لیں۔ سنگاپور دیکھ لیں کہ وہاں rule of law نافذ ہے کسی آدمی کی مجال نہیں کہ کوئی چیز نیچے پھینک دے۔ کسی آدمی کی یہ مجال نہیں کہ ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے مذاق کر دے یا ہاتھ لگا دے۔ جتنے ترقی یافتہ ممالک ہیں انہوں نے اس راستے پر چل کر ترقی حاصل کر لی ہے۔ اگر ہم نے اقوام عالم میں دوسری قوموں کا کوئی مقابلہ کرنا ہے تو سب سے پہلے کرنے کا کام یہ ہے کہ یہاں پاکستان میں rule of law نافذ کیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ رزلٹ کیسے نکلتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اس پر کوئی کاوشیں نہیں ہو رہیں کاوشیں ہو رہی ہیں

لیکن ہر وقت improvement کے لئے گنجائش موجود ہوتی ہے۔ میں improvement کے لئے کچھ suggestions عرض کروں گا میں زیادہ تنقید نہیں کرتا جو چیزیں تنقید کے قابل ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تنقید تو ادھر سے ہوگی۔

چودھری محمد اقبال: میں تجاویز دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد اقبال: میں زیادہ خوشامدی تعریف بھی نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: اچھی بات نہیں ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! سب سے پہلے سوسائٹی میں de-weaponization کرائی جائے۔ یہاں اسلحے کی یہ صورتحال ہے کہ جب ہم سکول میں پڑھتے تھے تو زیادہ سے زیادہ کسی کریمنل بندے کے پاس ایک کاربین ہوتی تھی اور یہ ہمارے سارے ممبران جانتے ہیں۔ ہمارے بندے اس کو پولیس کے بغیر ہی پکڑ لیتے تھے لیکن اب ان کے پاس بڑا sophisticated اسلحہ ہے۔

جناب سپیکر: خیال رکھیں باہر گجر بھی ہوں گے۔

چودھری محمد اقبال: جی ہیں، بہت ہیں لیکن پولیس میں بھی بڑے نامور گجر ہیں جو ان کو پکڑتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کھڑاک تو گجروں کے لکھے ہوتے ہیں۔ میں نے یہ یہاں کہیں پڑھے ہیں۔

چودھری محمد اقبال: جی؟

جناب سپیکر: گجر دا کھڑاک۔

چودھری محمد اقبال: کھڑاک تو راجپوتوں کا بھی بڑا ہے لیکن آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں کہ میں کچھ بھی کہہ نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: اچھا، جی، فرمائیں!

چودھری محمد اقبال: جناب والا! de-weaponization کا طریق کار یہ ہو کہ آپ دیکھیں کہ قبائلی علاقوں میں انڈسٹریز لگی ہیں پہلے تو خود کار اسلحہ ہاتھوں سے بنتا تھا جو بہت تھوڑی تعداد میں ہوتا تھا لیکن اب اس کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں۔ وہاں اس تعداد میں اسلحہ بک رہا ہے اور آ رہا ہے جس کے لئے ساری

سوسائٹی میں اسلحہ ہی اسلحہ ہے۔آپ کسی چھوٹے گاؤں میں چلے جائیں تو آپ کو کلاشن کوفیں نظر آئیں گی،آپ کو بڑا جدید اسلحہ نظر آئے گا اس کے مقابلے میں پولیس کے پاس تو وہ جدید اسلحہ ہے اور نہ ہی ان کی اس اسلحے کے لئے ٹریننگ ہے جو انہیں ملنی چاہئے تھی اس لئے وہ ان کے سامنے آنے سے گھبراتے ہیں۔خاص طور پر عوام ان کے سامنے آنے سے گھبراتے ہیں اور ان کے اتنے گہرے اثرات ہیں کہ میں آپ کو دو تین مثالیں دینا چاہوں گا کہ سب سے پہلے اس اسلحے والے سے لوگ اور پولیس والے گھبراتے ہیں۔اس کے علاوہ اس قسم کے جو بڑے بڑے heinous crimes ہیں ان میں ججز تک کو life threat ہے ان کو ٹیلی فون جاتے ہیں کہ اگر آپ نے سزا دی تو آپ کے سارے بچے مار دیں گے۔اس طرح کے معاملات میں ہماری پولیس اور ہماری حکومت کام کر رہی ہے۔اسے صحیح کرنے کے لئے بہت ہی drastic steps لیں،ان threats کی وجہ سے ہمارا سسٹم پوری طرح سے مفلوج ہو گیا ہے۔جب تک de-weaponization نہیں ہو گی یہ معاملات اسی طرح چلیں گے۔وہ کس طرح ہو گی؟سب سے پہلے تو لوگوں کو offer کی جائے کہ جس جس کے پاس اسلحہ ہے،ناجائز ہے یا جو بھی ہے وہ خود جمع کرا دے۔اس مہم کو اس بھرپور طریقے سے چلایا جائے کہ اگر حکومت کو اس پر تھوڑا بہت خرچہ کرنا پڑے تو وہ بھی کرے کہ جو بندہ مخبری کرے گا کہ فلاں گاؤں میں لوگوں نے اتنی ناجائز کلاشن کوفیں رکھی ہوئی ہیں جو یہ خبر دے گا اس کو بھی انعام دیا جائے گا۔اس طرح کے steps لئے جائیں کہ یہ معاملہ کم ہو سکے اور جرائم میں کمی واقع ہو سکے۔

جناب سپیکر:جی،بڑی مہربانی۔

چودھری محمد اقبال:جناب سپیکر!آپ نے ٹائم دیکھنا شروع کر دیا ہے۔میں نے تو ابھی بات شروع کی ہے۔

جناب سپیکر:میں آپ کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور ٹائم کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں۔

چودھری محمد اقبال:اچھا جی،ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:میں نے گزارش کی تھی کہ چونکہ ماشاءاللہ آپ کافی سینئر ہیں۔

چودھری محمد اقبال:جناب سپیکر!میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر:جلدی کریں۔چار بجے کے بعد ٹائم نہیں ہو گا اور یہ صاحبان بھی بیٹھے ہیں۔

چودھری محمد اقبال:جناب سپیکر!آپ ڈرائیں نہیں۔ذرا دو تین منٹ patience سے دے دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ڈرا سکتا ہوں؟ میری جرأت ہے؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! موبائل فونز کی سمز ہر ریڑھی، ہر دکان پر بک رہی ہیں اور انہوں نے بری طرح سے فساد پھیلا دیا ہے۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ سبزہ زار۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس میں کافی بہتری آ رہی ہے۔

چودھری محمد اقبال: جی، بہتری آ رہی ہے لیکن اور آنی چاہئے۔ آپ نے دیکھا کہ سبزہ زار میں ایک واقعہ ہوا جس میں ملزموں سے سمز کا تھیلا برآمد ہوا۔ یہاں پولیس والے تشریف رکھتے ہیں انہوں نے پولیس کو اتنا پریشان کیا کہ ایک سم استعمال کرتے تھے تو وہ پھینک دیتے تھے اور ان سے پورا تھیلا برآمد ہوا ہے۔ اگر اس طرح ملک میں چلتا رہے گا پھر معاملات ایسے ہی چلیں گے۔

جناب والا! ٹیلیفون taping کی سہولت صرف مخصوص ایجنسیز کو ہے لیکن پولیس کو نہیں ہے۔ آج کل ٹیکنیکل دور ہے اور ٹیکنالوجی بڑی ترقی کر گئی ہے۔ جب تک ان کو یہ اجازت نہیں ہوگی تو یہ ملزموں تک صحیح طرح سے پہنچ ہی نہیں سکتے۔ ان کو ان ایجنسیوں کی محتاجی ہے وہ اطلاع دیں تو پھر یہ کچھ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں کر سکتے۔ بے شک اس کو مشروط کر دیا جائے کہ جہاں انہوں نے کسی کا ٹیلی فون tape کرنا ہو اس ضلع کے سیشن جج سے اجازت لے لیں لیکن ان کو یہ کام کرنے کی اجازت دی جائے گی تو ان کے لئے آسانی پیدا ہو گی۔ شاید آپ نے سنا ہو گا کہ راولپنڈی اڈیالہ جیل سے سو سو سے زیادہ سمیں جیل کے ملازموں سے برآمد ہوئی ہیں وہ جیل میں بند ملزموں کو سمز دیتے تھے اور ان سے پیسے لیتے تھے۔ اس طرح سمز کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اصلاحات کے لئے چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں ویسے تو تجاویز دینا سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے اگر میں پولیس کو suggestions دوں گا تو عجیب ہی لگے گا لیکن کچھ چیزیں ہیں جو ٹھیک ہونے والی ہیں۔ ایس ایچ او key post ہے سارے معاملات وہاں سے درست ہونے ہیں اور ساری خرابیاں اسی stage پر ہیں۔ ماشاء اللہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب بڑے dynamic قسم کے لیڈر ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ افسر ایس پی، ڈی پی او، ڈی آئی جی اور آئی جی تک بڑے چُن کے بندے لگا رکھے ہیں۔ وہ خود انٹرویو کرتے ہیں۔ وہ ایماندار، upright اور جن افسروں کی شہرت اچھی ہوتی ہے ان کو لگاتے ہیں۔ یہ ساری باتیں ٹھیک ہیں لیکن key post ایس ایچ او کی ہے۔ وہیں پر ساری خرابیاں ہیں۔ ابھی رانا صاحب تھانہ کلچر کو بدلنے کی بات کر رہے تھے اب وہ چلے گئے

ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ تھانہ کلچر میں ابھی بہت سی خامیاں موجود ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ پہلے کی نسبت بہت بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی مزید بہتری آئے گی۔

چودھری محمد اقبال: انشاءاللہ مزید بہتری آئے گی کیونکہ وزیراعلیٰ پنجاب کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت ایس ایچ او کی تعیناتی کا اوسط period تین مہینے سے زیادہ نہیں ہے۔ آپ خود زمیندار ہیں اور بخوبی جانتے ہیں کہ نئے بندے کو تین مہینوں میں پتا ہی نہیں چلتا کہ میرے علاقے میں کیا کیا ہو رہا ہے اور کون کیسا بندہ ہے؟ یہاں پر تین مہینے بعد ایس ایچ او کو تبدیل کر دیا جاتا ہے تو اس سے بہتری نہیں آئے گی۔ بے شک ایس ایچ او تحقیق کے بعد چُن کر لگایا جائے جس طرح سے ایس پی حضرات کو لگایا جا رہا ہے لیکن تعینات کرنے کے بعد اس کو دو سال تک موقع دیا جائے۔ اسے ایک تھانے میں دو سال تک تعینات کیا جائے اور کہا جائے کہ آپ اس تھانے کو ٹھیک کریں اگر نہیں کریں گے تو آپ کو نوکری سے نکال دیا جائے گا۔ ایسا ہو گا تو پھر بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح دوسرے افسران کے لئے بھی اسی قسم کی tenure posting ضرور ہونی چاہئے تاکہ وہ کچھ کر کے دکھائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس سٹیشن میں جرائم کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ عام نوعیت کے جرم جس میں چھوٹا موٹا مزدور پرچہ ہو جاتا ہے انہیں بھی تین تین، چھ چھ ماہ تک لٹکایا جاتا ہے۔ ایسے معاملات میں متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او کو taken for task دیا جائے کہ آپ نے چھوٹے جرم میں ملوث آدمی کو اتنی مدت میں ہر صورت پکڑنا ہے۔ اس سے بھی بہتری آئے گی۔ ڈکیتی کے حوالے سے ہمارے دوست انجینئر صاحب نے صحیح point out کیا ہے۔ وہ جس فورس کے حوالے سے بات کر رہے تھے وہ highways پر ہونے والی ڈکیتیوں کو پکڑنے کے لئے ہی بنائی گئی تھی لیکن اس نے بھی کوئی خاص کارکردگی نہیں دکھائی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! باقی میں اور آپ مل کر discuss کر لیں گے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں ایک دو منٹ مزید لوں گا۔ میں تجویز کروں گا کہ heinous crimes کے حوالے سے روزانہ کی بنیاد پر monitoring ہو اور report لی جانی چاہئے کہ اس کے متعلق اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟ اس وقت ایک ایک مسجد کے اندر چار چار، پانچ پانچ لاؤڈ سپیکر لگے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وزیراعظم صاحب نے ان کو بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

چودھری محمد اقبال: جی، ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی تجویز دوں گا کہ ایک مسجد میں صرف ایک لاؤڈ سپیکر لگانے کی اجازت دی جائے۔ اسی طرح ایک National Counter Terrorism Authority بنائی گئی ہے۔ آج ہمیں سب سے بڑا challenge terrorism کا ہے۔ پچھلے دس سالوں میں پچاس ہزار افراد دہشت گردی کی وجہ سے لقمہ اجل بن چکے ہیں اور پانچ ہزار قانون نافذ کرنے والے افراد شہادت پا چکے ہیں۔ اس ادارے میں 203 اسامیاں ہیں جبکہ صرف 68 اسامیاں fill ہوئی ہیں اور باقی خالی پڑی ہیں۔ اس اتھارٹی میں professional لوگوں کو لگانے کی ضرورت ہے۔ اس اتھارٹی میں ایسے professional لوگ بھرتی کئے جائیں جن کی background فوج یا پولیس سروس کی ہو۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ اپنی تجاویز وزیر قانون کو جب چاہیں دے سکتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال: آپ کا مطلب ہے کہ میں آج اپنی تجاویز نہ دوں اور اب بیٹھ جاؤں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ جی، سبطین خان صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے پہلے اپنا نام نہیں لکھوایا تھا۔ میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب کا نام بھی لکھ لیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر میاں صاحب پہلے تقریر کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس ان کا نام نہیں آیا۔ البتہ آپ کا نام لکھا ہوا ہے اس لئے پہلے آپ ارشاد فرما لیں۔ یہ خیال رکھیں کہ میں نے ٹھیک چار بجے اس بحث کو ختم کرنا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ شفقت کرتے ہوئے ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھا دیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اس میں governance کے حوالے سے بھی بہت ساری باتیں کرنے والی ہیں۔ اس حوالے سے حکومت اور حزب اختلاف کا point of view آنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجاویز دیں حکومت کا point of view آ جائے گا۔ آپ مہربانی کر کے جلدی جلدی اپنی تجاویز دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں جلدی جلدی میں کیا بات کروں گا؟ امن وامان کی صورتحال کے حوالے سے ہر آدمی یہ محسوس کر رہا ہے کہ .It is deteriorating day by day دوسرا law and order, public safety and police کے نام پر funds کی بہت زیادہ allocation ہو رہی ہے۔ ہمیں ان چیزوں سے اختلاف نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر قیمتی جانوں کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکتا ہے تو بے شک ان funds کو double یا triple کر دیا جائے۔ مجھے شک پڑ رہا ہے اور آپ کے چہرے کے تاثرات سے ایسے لگتا ہے کہ میں کوئی فضول بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں چُپ کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ کے چہرے سے تھکاوٹ کے اثرات نظر آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! آپ کی سب باتیں نوٹ ہو رہی ہیں اس لئے آپ بات کرتے جائیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آج سے چند سال پہلے ہم اے ایس آئی کی بھرتی خود کرتے تھے، مطلب گورنمنٹ کرتی تھی اور آپ کو بھی وہ دور یاد ہو گا۔ اس کے بعد اے ایس آئی کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے پاس چلی گئی۔ ہم نے انسپکٹر اور سب انسپکٹر کی بھرتیاں بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی ہیں۔ ہم نے وارڈن والا تجربہ کیا، ہم نے ہائی وے پٹرولنگ فورس والا تجربہ کیا اور ہم نے باقاعدہ پٹرولنگ پوسٹیں بنائیں۔ اسی طرح ہم نے ایلیٹ فورس کا تجربہ کیا، پھر ہم نے quick force کا تجربہ بھی کیا ہے یعنی ہم نے اس طرح کے لا تعداد تجربات کئے ہیں لیکن facts and figures کے حساب سے امن وامان کی صورتحال پہلے سے زیادہ خراب ہو چکی ہے۔ ہم نے funds بڑھائے ہیں اور لا تعداد تجربات کئے لیکن اگر facts and data کو دیکھا جائے تو ہمارا crime rate بڑھا ہے اور امن وامان کی صورتحال دن بدن خراب ہو رہی ہے۔ یہ میں اس وجہ سے نہیں کہہ رہا کہ میرا تعلق حزب اختلاف سے ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم سب پاکستان اور صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ آج ہم ادھر بیٹھے ہیں اور کل وہ لوگ ادھر ہماری طرف بیٹھے ہوں۔ یہ تو وقت وقت کی بات ہے لیکن ہم نے ان سب چیزوں سے بالاتر ہو کر دیکھنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری جو

بھی حکومت آتی ہے وہ پہلا نعرہ یہ لگاتی ہے کہ ہم نے پولیس اور تھانہ کلچر کو تبدیل کرنا ہے۔ تھانہ یا پولیس کلچر تبدیل کرنا بڑا آسان کام ہے۔ اگر آپ ایک ضلع کا تگڑا ڈی پی او یا ایس ایس پی لگائیں تو تھانہ کلچر automatically change ہو جائے گا۔ ہم اس چیز پر stress کیوں کر رہے ہیں کہ ہم نے تھانہ کلچر تبدیل کرنا ہے، ہم تھانہ کلچر کو کس طرح تبدیل کریں گے؟ میں ایک یا ڈیڑھ منٹ مزید بات کروں گا۔ تھانہ کلچر اس وقت تبدیل ہو گا جب ہم پولیس کی اچھی ٹریننگ کریں گے۔ اگر ہم ان کو proper training دیں گے، proper facilities دیں گے تو پھر تھانہ کلچر تبدیل ہوگا۔ اگر ہم ان کو دہشت گردوں کے خلاف fight کرنے کے حوالے سے training دیں گے اور educate کریں گے تو پھر حالات میں بہتری آئے گی۔ اگر ہم ان کو ڈکیتی، highways robbery اور mobile theft کے حوالے سے training دیں گے اور educate کریں گے تو تب ہمارا کلچر تبدیل ہو گا۔ ایک بے چارہ کانسٹیبل جو کہ چوک پر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ آٹھ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے اور دھواں وغیرہ inhale کرنے کے بعد اس کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ اُس کے بعد جب وہاں سے اس کی ڈیوٹی ختم ہوتی ہے تو اُس کو کسی اور ڈیوٹی پر لگا دیا جاتا ہے کہ فلاں منسٹر صاحب کے ساتھ ڈیوٹی کرو، فلاں اپوزیشن لیڈر کے ساتھ ڈیوٹی کرو یا فلاں dignitaries آ رہی ہیں اُن کی protection بھی ضروری ہے۔ آج کل جو حالات ہیں خدا نخواستہ کوئی kidnap ہو جائے اس لئے اُن کے ساتھ پولیس بالکل ہونی چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ جب تک آپ اس چیز پر proper stress نہیں کریں گے، آپ اُن کو proper educate نہیں کریں گے تو مثبت نتائج نہیں آئیں گے۔ پھر ہمیں اپنے ایک neighbouring country کا نام لینا پڑ جاتا ہے کہ دیکھیں اُس میں کتنی Forensic Labs کام کر رہی ہیں، وہ اپنی education and available facilities سے crimes control کرتے ہیں۔ چودھری محمد اقبال صاحب ہمارے سینئر پارلیمنٹیرین اور بہت اچھے دوست ہیں اُن کے ساتھ میرا ہزار فیصد اتفاق ہے کہ ہماری پولیس کو mobile Sims وغیرہ کی access ہونی چاہئے اور انہیں forensic کی بہترین ٹریننگ دینی چاہئے۔ کل ہم پھر یہ کہیں گے کہ SI's بھی اب Inspectors and ASI's کی طرح ناکام ہو گئے تو اب ہم یوں کرتے ہیں کہ ہم نئے DSP's direct appoint کر لیتے ہیں۔ کیا یہ اس چیز کا حل ہے کہ ہم بھرتیاں کرتے جائیں اور ہماری Elite ناکام ہو گئی ہے؟ سب سے زیادتی والی بات یہ ہے کہ اب پولیس کا یہ کام بھی رہ گیا تھا کہ وہ واپڈا کے میٹر چیک کریں۔ کل پھر یہ کام رہ جائے گا کہ پولیس کے سارے کام ختم کر دیں اور پولیس کو ایک کام دے دیں کہ وہ اپوزیشن پر کڑی نگاہ رکھے کہ اپوزیشن

والے کیا کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے ہمیں تھوڑے سے ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ ہمیں پولیس کلچر تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں، ہمیں تھانہ کلچر تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں اپنے روّیے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم پولیس سے اُن کا ہی کام لیں۔ ہم یہ نہ کریں کہ سبطین خان کیا کر رہے ہیں، جاوید خان کیا کر رہے ہیں اور ملک محمد احمد خان کیا کر رہے ہیں؟ انہیں رگڑو اور پولیس باقی سارے کام چھوڑ دے۔ اپوزیشن والوں کو بولنے مت دینا، ہمیں یہ روّیے تبدیل کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! انتہائی معذرت کے ساتھ میری آخری بات یہ ہے کہ آپ اپنے IGP's کو چھ مہینے کے لئے تھوڑا سا free hand دے کر تو دیکھیں۔ اُن کو کہیں کہ جو آپ کا دل کرتا ہے وہ آپ کریں انشاء اللہ پنجاب کا لاء اینڈ آرڈر بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ چودھری محمد اقبال نے tenure والی جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت important چیز ہے کہ when a DPO is responsible for his district تو اُنہیں free hand دیں اور اُن سے کہیں کہ آپ جو SHO's لگائیں گے اُن سے results لیں۔ آپ جس دن یہ کام کروا دیں گے انشاء اللہ پنجاب کے حالات بہتر ہو جائیں گے اور اگر ہم unnecessarily debates کرتے رہیں تو اُن کا فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جناب محمد عارف عباسی۔ عباسی صاحب! آپ دیکھ لیں کہ آپ کے پاس last چھ minutes ہیں اس سے زیادہ ٹائم نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ایوان میں کورم ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کیا کرتے ہیں؟ چلیں، ٹھیک ہے۔ انہوں نے کورم point out کیا ہے، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اب پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم بھی پورا نہیں ہے اور ٹائم بھی 4:00 بجے تک کا تھا لہذا اب اجلاس بروز جمعرات 5۔دسمبر صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔